Click on http://www.Paksociety.com for More

فائزہ افتخار

شبِ ہجر

چھٹی قسط

"تین سال بعد"

بڑی ہی کوئی سنسان شاہراہ تھی۔
کسی پہاڑی علاقے کی سنگلاخ چٹانوں کو چیرتی... بل کھاتی ہوئی... دور دور تک اگر ان دو گاڑیوں کے علاوہ کوئی چیز نظر آتی تھی تو وہ رنگین ٹرک تھے... مال اسباب سے بھرے، بمشکل سست روی سے اس سڑک پر چلتے۔

اور وہ دونوں گاڑیاں... وہ برق رفتاری سے ایک دوسرے کے آگے پیچھے دوڑتی، کبھی کسی ٹرک کو اوور

ناولٹ

ٹیک کرتیں تو پٹھان ڈرائیور اونگھتے اونگھتے چونک کر بڑبڑا کے ان نوجوانوں کی شوخی کی شان میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتا۔

دونوں گاڑیوں میں تیز آواز میں گونجتے انگریزی گیت... ہو ہاؤ... ایک دوسرے کو چڑانے کے لیے بجاتے ہارن اس سنسان، ویران مگر خطرناک پر پیچوں والی شاہراہ پہ رونق سی لگا رہے تھے۔

پھر سفید گاڑی نامحسوس طریقے سے دوسری گاڑی سے کافی آگے نکل آئی... اس کی رفتار خطرناک حد تک تیز ہو رہی تھی اور اس لحاظ سے اس گاڑی سے ابھرنے والی نسوانی چیخیں بھی بلند سے بلند ہو رہی تھیں۔

یہاں تک کہ سفید گاڑی کے پیچھے کسی دھبے کی صورت نظر آنے والی سیاہ گاڑی کی ہیڈلائٹس اب نقطے میں... معدوم ہو میں... اور پھر یہ نقطہ بھی نظر سے اوجھل ہو گیا... ایک موڑ مڑتے ہوئے سفید گاڑی کے بریک اچانک چرچرائے اور پھر ماحول پہ ایک سکوت سا چھا گیا۔

تانیہ نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔ دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ اس نے پھر سے چلا کے اس سکوت کو توڑا۔

"یاہو... ہم آگے نکل آئے۔ ہم جیت گئے سعد... وہ پیچھے رہ گئے۔ ہار گئے وہ سعد۔"

میں نے ایک نظر اس کے خوشی سے تمتماتے چہرے کو دیکھا اور دروازہ کھول کے باہر نکلا... مسلسل تین چار گھنٹوں کی ڈرائیونگ... اور پھر تانیہ کی فرمائش پہ لگائی اس ریس نے مجھے تھکا سا دیا تھا۔ کھلی فضا میں بازو کھول کر میں اپنے اعصاب تازہ دم کرنے لگا۔

"کبھی کبھی آگے نکلنے والا ہار جاتا ہے۔ تانیہ اور جو پیچھے رہ گیا ہو... وہ جیت چکا ہوتا ہے۔"

میں گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔ نظریں سامنے پہاڑوں کے پھیلے سیاہ سایوں پہ تھیں۔

"اف... ڈائیلاگز... تم ڈائیلاگز بہت بولتے ہو، لگتا ہے بہت فلمیں دیکھ رکھی ہیں۔" وہ بھی میرے برابر آن کھڑی ہوئی مجھے شرارت سوجھی یکدم اس کی جانب جھکا۔

"مجھے اور بھی بہت کچھ فلمی آتا ہے... کر کے دکھاؤں؟"

"شٹ اپ سعد۔" وہ گھبرا کے پرے ہٹی۔
"مجھ سے کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

میں بے تحاشا قہقہے لگانے لگا۔ اسے ستانے میں پتا نہیں کیوں مزا بہت آتا تھا۔

"ایک تو تم لڑکیوں کے دماغ میں خناس بھرا ہوتا ہے۔ فوراً" ہی غلط فہمیاں اور خوش فہمیاں ٹپا ٹپ برسنے لگتی ہیں۔ میں فلمی ایکشن سینز کی بات کر رہا تھا ۔۔۔ کر کے دکھاؤں فائٹ؟"

میں نے کراٹے کے داؤ کے انداز میں بازو لہرائے۔

"ابھی دوستی ٹھیک سے ہوئی نہیں اور تم فائٹ کرنے لگے۔"

"دوستی میں کسی سے نہیں کرتا۔" میں دوبارہ گاڑی کی جانب بڑھا۔

"ہاں۔ خود سے ہو جائے وہ الگ بات۔"

"ارے یار وہ محبت ہوتی ہے جو کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔" اس نے برابر والی سیٹ پہ بیٹھتے بیٹھتے جیسے میری معلومات میں اضافہ کرنا چاہا۔

"اور کبھی کبھی نہ کی جاتی ہے۔ نہ ہوتی ہے۔ بس وہم

Downloaded From Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

سا ہوتا ہے کہ شاید ہو گئی ہے۔" میں کار سٹارٹ کرتے کرتے رک سا گیا۔

"تمہیں کبھی محبت ہوئی ہے سعد؟"

تانیہ نے بڑے اشتیاق سے پوچھا تھا اور میں نے اتنے ہی کورے انداز میں روکھا سا جواب دیا۔

"نہیں میں وہمی نہیں ہوں۔۔۔ کیونکہ وہم کا کوئی علاج نہیں ہے۔" اور سفید گاڑی پھر سے خطرناک موڑوں پہ دوڑنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"کیا؟ سعد چار دن سے پاکستان میں ہے؟"

نائلہ حق دق رہ گئیں۔۔۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ تین سال بعد اکلوتا بیٹا وطن واپس آئے۔۔۔ اور نہ آنے سے پہلے ماں کو اطلاع دے اور نہ ہی آنے کے چار دن بعد تک رابطہ کرے۔

"ہاں۔۔۔ صبح ہی بات ہوئی ہے اس سے' آنا تو اس نے طے شدہ پروگرام کے مطابق اگلے مہینے ہی تھا مگر پھر دوستوں کے ساتھ پہلے آنے کا ارادہ بن گیا۔"

رضوان بھی کچھ دل شکستہ لگ رہے تھے مگر نائلہ کے سامنے اپنی حالت پوری طرح چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے سعد کی اس عجیب و غریب حرکت کی توجیہہ پیش کر رہے تھے۔

"بتا رہا تھا کہ اس کے کچھ دوست پاکستان دیکھنا چاہتے تھے ان کی فرمائش پہ' یہ پلان کیا اس نے۔ ان کو گھمانے کے بعد فارغ ہو کے ہی آئے گا گھر۔۔۔ ابھی نتھیا گلی میں ہے ایک دو دن میں اس کے غیر ملکی دوست واپس جانے والے ہیں۔"

"مگر۔۔۔ مگر رضوان یہ کوئی طریقہ ہے بھلا۔۔۔ بتا تو سکتا تھا وہ' اس کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔"

"پریشان کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ اب یہیں ہو گا وہ تمہارے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"

"مجھے بہلائیں مت رضوان۔۔۔ دکھ آپ کے چہرے پہ بھی صاف نظر آ رہا ہے۔ ہم تین سال سے اسے ایک نظر دیکھنے' سینے سے لگانے کے لیے تڑپ رہے ہیں یہ تڑپ اس کے دل میں بھی ہونی چاہیے مگر نہیں وہ تو دوستوں کے ساتھ تفریح کر رہا ہے۔"

"نائلہ۔۔۔ وہ بڑا ہو گیا ہے۔" ان کے رونے پہ رضوان نے تسلی دینا چاہی۔

"گھر سے باہر رہنے والوں کی عمر نسبتاً" زیادہ جلدی بڑھتی ہے۔ یوں سمجھو اس کی عمر تین سال نہیں' تین دہائیاں بڑھی ہے۔ اور اتنا عرصہ گھر اور اپنوں سے دور رہنے سے وہ ہمارا اتنا عادی بھی نہیں رہا ہو گا جتنا پہلے تھا۔ وہ مشینی دنیا ہے۔ انسان وہاں رہتے رہتے خود بھی مشین بن جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو احساسات و جذبات سے بالکل عاری ایک مکمل مشین۔ تمہیں اب ایک بدلے ہوئے سعد کے لیے خود کو ذہنی طور پہ تیار کرنا ہو گا۔"

☼ ☼ ☼

وہ انگریزوں کے دور کی بنی کوئی عمارت تھی۔

بے حد خوب صورت پر شکوہ۔۔۔ جسے اب گیسٹ ہاؤس میں بدل دیا گیا تھا۔ ہم پانچوں اسی گیسٹ ہاؤس میں رکے تھے آج کی رات میں اور میرے چاروں دوست۔۔۔

ترکی نژاد رحمت۔۔۔ جسے پاکستان سے ان دیکھی بلاوجہ کی وابستگی تھی اور سب سے پہلے اس نے میرے ساتھ آنے کا شوشا چھوڑا تھا اور پھر ایک ایک کر کے وہ تینوں بھی شامل ہو گئے۔

خالص امریکی نیدر۔۔۔ کوہ پیمائی جس کا شوق تھا اور جو یہاں سے سیدھا نیپال جانے والا تھا۔ ماؤنٹ ایورسٹ سر کرنے۔

آدھا تیتر آدھا بٹیر نازی۔۔۔ جس کا مرحوم باپ پاکستانی تھا اور ماں جرمن ہے۔ وہ اپنے باپ کا آبائی شہر اور ملک دیکھنے کے چاؤ میں آ گئی تھی۔

اور تانیہ جس کے ماں باپ دونوں ہی خالص پاکستانی تھے مگر وہ اپنے ہوش میں پہلی بار پاکستان آئی تھی۔ پہلی اور آخری بار اپنی ماں کی تدفین کے لیے آئی تھی۔

رات کے اس اولین پہر میں بھی خنکی خاصی ہو گئی تھی۔ ہم سب آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے تھے۔ بلکہ وہ چاروں۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

میں ان میں ہو کے بھی موجود نہیں تھا۔
میں تو کبھی اپنے آپ میں بھی نہیں ہوتا تھا۔
اپنے وجود کو کہاں کھو آیا تھا۔۔۔ یہ خبر نہیں تھی۔۔۔ اور نہ ہی میں نے کبھی خود کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ جانتا تھا ڈھونڈنے نکلا تو خود کو تو شاید دوبارہ پا نہ سکوں۔۔۔ کہیں کچھ ایسا نہ ہاتھ لگ جائے جس کا بار اٹھانا ممکن نہ ہو۔

وہ سب ہنس بول رہے تھے۔ چہلیں کر رہے تھے۔
گنگنا رہے تھے۔۔۔ چھیڑ رہے تھے ایک دوسرے کو۔۔۔ اور میں چت لیٹا آسمان کے تاروں میں کچھ کھویا ہوا تلاش کر رہا تھا۔

جلتے الاؤ کے دوسری جانب بیٹھی تانیہ نے مجھے دیکھتے ہوئے نازی کے کان میں سرگوشی کی۔
"یہ سعد کے ساتھ پرابلم کیا ہے؟ مجھے تو اس سے ملے دو ہی ماہ ہوئے تم لوگ دو سال سے ایک ساتھ ہو کچھ تو اندازہ ہوگا۔ یہ اتنا سڑا ہوا کیوں رہتا ہے؟"
"یار مجھے لگتا ہے۔۔۔ سعد کے ماضی سے کوئی بڑی ہی المیہ قسم کی لو اسٹوری وابستہ ہے۔" نازی نے افسوس سے سرہلایا۔
"ظاہر ہے۔۔۔ المیہ ہی ہوگی۔۔۔ درد بھری۔۔۔ دکھی کہانی۔۔۔ اتنے سڑے ہوئے انسان کے ساتھ کچھ بھی اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر وہ لڑکی تھی کون؟"
تانیہ کے لہجے میں جلن تھی۔۔۔ جس کی تپش شاید اس الاؤ سے بھی بڑھ کے تھی جو ہم دونوں کے درمیان حائل تھا۔

☆ ☆ ☆
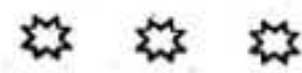
"سعد۔۔۔ سنو۔۔۔ سعد رکو تو۔"
میں جوس لے کر ڈھلان سے اتر رہا تھا جب وہ ہاتھ میں برگر پکڑے پکڑے میرے پیچھے پکارتی چلی آئی۔
"میں نہ کسی کے لیے رکتا ہوں نہ پلٹتا ہوں۔"
"اف۔۔۔ پھر سے ڈائیلاگز۔۔۔ سنو ایک بات کرنا تھی تم سے۔ دو دن بعد ہم سب اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے پتا نہیں پھر کب ملیں۔"
"یہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ بس یہی بتانا تھا؟" وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی پھر بھی میں نے رفتار کم نہ کی۔
"نہیں۔۔۔ بتانا تو کچھ اور ہے مگر اس سے پہلے کچھ پوچھنا ہے۔" اور پھر برگر کا بڑا سا لقمہ توڑ کر بھرے منہ کے ساتھ پوچھنے لگی۔
"تم اب بھی اسے چاہتے ہو؟"
بالآخر وہ مجھے مجبور کر ہی گئی کہ میں چونک کر پلٹوں اور اسے نظر بھر کے دیکھوں۔
"کسے؟"
"اس کو۔۔۔ جس کے لیے اداس رہتے ہو۔ اکیلے گھومتے ہو ستارے گنتے ہو۔"
"میں اب جو بھی کرتا ہوں۔ صرف اپنے لیے کرتا ہوں۔ صرف اور صرف اپنے لیے۔ آئی ہیو فالن آوٹ آف لو۔"
"I have fallen out of love"
میں دوبارہ لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا۔
"گریٹ" میرے جواب سے وہ کھل سی اٹھی۔
"مطلب اب تمہاری زندگی میں کوئی لڑکی نہیں دراصل اتنی اہم بات کرنا تھی تم سے تو پہلے سب کچھ پوچھ کے تسلی کرنا ضروری تھا۔"
"تانیہ تمہاری اہم باتیں مجھے بور کر رہی ہیں۔"
میرے چہرے کے بگڑتے زاویوں کو بھی وہ کسی خاطر میں نہ لائی اور مزے سے کہنے لگی۔
"نہیں اب بور نہیں ہو گے کیونکہ اب میں بڑی کیوٹ بات کرنے والی ہوں۔ بس اس سے پہلے کے یہ سوال ضروری تھے۔ تم جانتے ہو کسی ایسے شخص کی محبت میں مبتلا ہونا بڑا عذاب ہے۔ جو پہلے سے کسی اور کی محبت میں۔۔۔"
میں چلتے چلتے ایک دم مڑ کے حیرت سے اسے گھورنے لگا تو وہ بھی پل بھر کو خاموش ہوئی پھر اپنے ہاتھ پہ لگی کیچپ کو زبان سے چاٹتے ہوئے کہنے لگی۔
"لیکن اچھا ہوا تم نے کلیئر کر دیا۔ اب میں بڑے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

آرام سے کہہ سکتی ہوں کہ آئی لو یو۔"

یہ کہہ کر اس نے برگر کا ایک بڑا سا لقمہ لیا۔

"کیا؟ کیا؟ کیا؟"

میں بوکھلا کے رہ گیا اور وہ برگر کے لقمے سے بھرے منہ کے ساتھ اسی اطمینان سے دہرا رہی تھی۔

"آئی لو یو۔"

حیرت کے جھٹکے سے نکلنے میں مجھے بس ایک سیکنڈ اور لگا تھا اور اب میں بے تحاشا ہنس رہا تھا۔ وہ حیرت سے مجھے قہقہے لگاتے دیکھ رہی تھی۔ کچھ کہنے کی کوشش کی تو حلق میں پھنسے نوالے کی وجہ سے اس سے بولا نہ گیا۔ جھٹ میرے ہاتھ سے جوس کا پیکٹ چھین کر بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے اس نے برگر حلق سے نیچے اتارا۔

"اس میں اتنا ہنسنے والی کیا بات ہے۔ پیار تو ہو جاتا ہے ناں۔"

"اتنا اچانک ہو جاتا ہے؟"

میں طنزیہ انداز میں سر جھٹک کے دوبارہ چلنے لگا۔

"میری زندگی میں تو سب کچھ اچانک ہی ہوتا ہے۔" وہ پھر سے میرے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

"اور پتا ہے سعد... وہی پرفیکٹ بھی ہوتا ہے جو اچانک ہو اور جو میں باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ کروں... تو ایک دم سے بوگس بالکل بکواس۔"

"ابھی بھی بکواس اور بوگس ہی ہے۔" میں بڑبڑاتا ہوا چلتا رہا۔

"لو۔" اس نے جوس دوبارہ میری جانب بڑھایا۔

"نہیں تم ہی پیو۔" میں نے انکار میں گردن ہلائی۔

"نہیں بس پی لیا تم لے لو۔"

"شکریہ... مگر میں جھوٹا نہیں پیتا۔"

"ارے... مگر جھوٹا پینے سے تو پیار بڑھتا ہے۔"

مجھے پھر سے ہنسی کا دورہ پڑ گیا۔

"تانیہ تم کیا چیز ہو زندگی میں پہلی بار کسی نے مجھے دوبارہ ہنسایا ہے۔"

"تو پھر تو تمہیں مجھ سے شادی ضرور کرنی چاہیے۔"

"کیا... شادی؟"

وہ بولڈ تھی... منہ پھٹ اور ظاہر ہے آزاد فضاؤں کی پروردہ... یہ میں جانتا تھا مگر اتنی جلدی اظہار محبت سے شادی تک زقند بھرے گی اس کا اندازہ نہیں تھا۔

"ہاں... شادی' مجھ جیسی لڑکی تمہیں کہیں نہیں ملے گی دن میں دوبار تمہیں ہنسا سکتی ہوں... پتا ہے سعد تمہاری ساری زندگی ہنستے ہنستے گزرے گی۔"

اس بات پہ میں نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں سادگی تھی۔ معصومیت تھی اور سچائی۔

"تانیہ... میں اپنی زندگی گزار چکا ہوں۔" سرد لہجے میں کہہ کر میں آگے بڑھ گیا اور اس بار وہ میرے پیچھے نہیں آئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"کب آ رہا ہے سعد؟" مہ پارہ نے رضوان کے برابر والی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کل ان شاء اللہ۔"

رضوان جب پلیٹ میں سلاد نکال رہے تھے تو یہ بتاتے ہوئے مسرت سے ان کا چہرہ دمک اٹھا تھا۔

"نیاز بھائی اور بھابھی کو بھی فون کرتی ہوں۔ وہ بھی آجائیں اس جمعہ' دو دن تو ویسے بھی چھٹی ہوگی۔"

نائلہ کے بتانے پہ مہ پارہ کا جی مکدر ہو گیا۔

"ایسی بھی کیا بے تابی میکے والوں کو بلانے کی بھابھی! کچھ دن تو ہمیں سعد کے ساتھ ڈھنگ سے گزارنے دیں... اس کے آتے ہی گھر مہمانوں سے بھر دیں گی کیا؟"

"مہ پارہ ٹھیک کہہ رہی ہے نائلہ... اسے کچھ دن آرام کرنے دو... گھبرا جائے گا اتنے لوگوں میں۔"

"لوگ؟" وہ تلملا اٹھیں۔

"سگا ماموں ہے اس کا اور آپ کو تو پتا ہی ہے کہ میں نے سعد اور بیلی کے بارے میں کیا سوچ رکھا ہے۔ رشتہ پکا کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اتنی پیاری بچی اور اکلوتی' ہمارے سعد کی طرح اس کے لیے کئی رشتے آئے ہوں گے۔ کہیں وہ لوگ ہاں نہ کر دیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

آپ نے مجھے ان کے کان میں بات بھی تو نہیں ڈالنے دی۔"

"اس لیے کہ وقت سے پہلے بیٹی والوں کو آس دلانا ٹھیک نہیں ہے۔ کیا پتا بعد میں سعد راضی نہ ہو..... اس کی پسند بھی تو معنی رکھتی ہے۔"

"مجھے پسند ہے۔ کیا یہ کافی نہیں۔" نائلہ کی بات پہ مہ پارہ نے بڑے طنز سے انہیں دیکھا۔

"واہ بھابھی اس گھر کی لڑکی بھی اپنی پسند سے شادی کر کے نکلی ہے۔ وہ بھی آپ کی مہربانی سے۔ ام ہانی کے وقتوں میں تو آپ بڑی محبت کی دیوی بنی ہوئی تھیں ..... پھر سعد کے لیے یہ سختی کیوں؟"

ام ہانی کے ذکر پہ نائلہ کو ذرا کی ذرا چپ لگ گئی۔ پھر جلدی سے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے انہوں نے بات ہی بدل ڈالی۔

"دادا جی کی کھانسی پھر بڑھ گئی ہے موسم بدلتے ہی۔"

☼ ☼ ☼

"عجیب سرپھری لڑکی ہے۔" میں کوفت سے بڑبڑاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

"جمعہ جمعہ دو مہینے ہوئے ہیں جان پہچان کو..... اور چلی ہے شادی کی بات کرنے۔"

میں بیگ میں اپنے بکھرے کپڑے ٹھونسنے لگا کل علی الصباح روانگی تھی واپسی کے لیے۔

"شکر ہے صبح جان چھوٹے گی۔ پھر وہ کہاں میں کہاں، زبردستی ہی گلے پڑ رہی ہے۔"

موبائل فون پہ ہونے والی رنگ نے میرا دھیان تانیہ کی بک بک سے ہٹایا۔

"السلام علیکم امی۔" ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے اب میں دوسرے ہاتھ سے پیکنگ کر رہا تھا۔

"وعلیکم السلام جیتے رہو۔ صبح آ رہے ہو ناں بیٹا؟"

"جی اگر آپ کی اجازت ہو تو....." عرصے سے ان سے بات کرتے ہوئے میرا انداز ایسا ہی ہوتا تھا۔

روکھا..... اور کچھ کچھ طنزیہ.....

"میں تو کب سے راہ دیکھ رہی ہوں سعد۔"

"یعنی میں یہ سمجھوں کہ میری سزا ختم ہو گئی ہے؟"

"سعد کبھی مائیں بھی سزا دیتی ہیں؟" ان کے سوال پہ میرے ہونٹوں پہ ایک تلخ سی مسکراہٹ آئی۔

"جی دیتی ہیں کبھی کبھی۔" وہ چپ سی کر گئیں ذرا دیر کے لیے۔

"اچھا..... یہ گلے شکوے واپس آ کر کر لینا۔ ابھی مجھے یہ خوشی تو محسوس کر لینے دو کہ میرا بیٹا میرے گھر واپس آ رہا ہے۔ میں تو کتنے ہی دن تمہیں اپنے قریب سے ہلنے بھی نہیں دوں گی۔ بلکہ ایسی زنجیر سے باندھ دوں گی کہ تم حویلی کے ہی ہو کے رہ جاؤ گے۔"

"یعنی، سزا برقرار رہے گی؟ صرف نوعیت بدل جائے گی..... پہلے جلاوطنی تھی۔ اب نظربندی۔" میں تلخی سے ہنس دیا۔

"نظربندی ہی سمجھ لو۔ تمہاری شادی کا سوچ رہی ہوں میں۔"

"شادی؟"

"ہاں..... بیلی پسند کی ہے میں نے تمہارے لیے، رضوان کہہ رہے تھے تمہاری مرضی پوچھ لوں اس لیے ذکر کر رہی ہوں ورنہ میں جانتی ہوں تمہارا جواب ہاں میں ہی ہو گا بھلا کیا برائی ہے بیلی میں۔"

"برائی تو ہے....." میں مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"وہ کیا؟"

"انیس سال کی ہے وہ بھلا انیس سال بھی کوئی شادی کی عمر ہوتی ہے اور مجھ سے پورے تین سال چھوٹی عمر کا فرق تو بہت بڑی خامی ہے امی۔"

"سعد۔" ان کی آواز پست ہو گئی۔ میں کہتا چلا گیا۔

"آپ کو میری شادی کرنا ہے ناں امی ٹھیک ہے میں آپ کی خواہش پوری کر دوں گا..... ایک لڑکی پسند ہے مجھے، آپ کو بھی پسند آئے گی۔ سب سے اچھی خوبی یہ ہے کہ وہ میری ہم عمر ہے اور شادی کے لیے یہی سب سے اہم چیز ہے ناں امی؟"

"تمہیں..... تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے؟ مگر کون؟"

"بتاؤں گا نہیں دکھاؤں گا کل اپنی ساتھ ہی لے کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

آؤں گا اسے 'آپ سے ملوانے کے لیے۔"

میں نے فون رکھا اور تیزی سے چلتا اسی ہوٹل کے سیکنڈ فلور پہ موجود ثانیہ کے کمرے کے دروازے کے باہر رکا۔۔۔ دستک پہ وہ چپس کا پیکٹ ہاتھ میں لیے باہر نکلی۔

"سعد تم اس وقت' چپس کھاؤ گے؟"

"صبح کیا کہہ رہی تھیں تم؟"

میں نے اس کا چپس والا بڑھا ہوا ہاتھ نظرانداز کرتے ہوئے بنا تمہید کے پوچھا۔

"صبح۔۔۔" وہ ذہن پہ زور ڈالنے لگی۔

"کہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔" میں نے خود ہی کہہ ڈالا اس سے پہلے کہ وہ صبح سے اب تک کی گئی چھ ہزار باتیں ایک ایک کر کے گنواتی۔

"ابھی بھی ہے موڈ مجھ سے شادی کا یا ارادہ تبدیل ہو گیا؟"

"کم آن سعد۔۔۔۔ میں نے سوچ سمجھ کے کہا تھا ایک تم ہی ہو جو اسے مذاق سمجھ کے ٹال رہے ہو ورنہ یہاں سب کو احساس ہے کہ میرے دل میں تمہارے لیے کیا ہے اور میں اس بارے میں کس حد تک سنجیدہ ہوں۔"

"او کے۔ اس کا مطلب ہے تم واقعی شادی کے لیے خاصی سیریس ہو۔"

"آف کورس۔۔۔ ہوں۔"

"میں بھی سیریس ہوں۔"

Downloaded From
Paksociety.com

"واٹ۔"

"ہاں تمہارے پاس دو تین گھنٹے ہیں تیاری کے لیے تمہیں صبح میرے ساتھ نکلنا ہو گا۔۔۔ میری حویلی جانے کے لیے میرے گھر والے تم سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"مجھ سے ملنا۔۔۔ مگر۔" صبح اس نے مجھے حیران کیا تھا اور اب میں اسے نہ صرف حیران بلکہ پریشان کر رہا تھا۔

"تو کیا ان سے ملوائے بغیر ان کی رضامندی لیے بنا تم سے شادی کر لوں۔ فکر مت کرو کوئی مسئلہ پیدا نہیں کریں گے وہ بس ایک رسمی سی کارروائی ہو گی ان سے

ملاقات۔۔۔ میری شادی میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا اور میں اسے جلد از جلد پیکنگ کی تاکید کرتا وہیں چھوڑ کے واپس آگیا۔

"مگر وہ لڑکی ہے کون؟ کیسی ہے؟ کس خاندان کی ہے؟ ہم کچھ نہیں جانتے۔۔۔ ایسے کیسے وہ اس سے شادی کر سکتا ہے۔" نائلہ نے ایک طوفان کھڑا کر رکھا تھا۔

"اگر وہ اسے پسند کرتا ہے تو بلی کو زبردستی اس کے سر پہ تھوپنے کی کوشش مت کرو۔"

رضوان نے ٹھنڈا کرنا چاہا۔۔۔ مگر بے سود۔

"اور وہ چاہے زبردستی اس انجان لڑکی کو ہمارے سر پہ تھوپ دے۔"

"زندگی اس نے گزارنی ہے۔ ہم نے نہیں' ہو سکتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ثابت ہو۔۔۔ لا تو رہا ہے وہ اسے اپنے ساتھ خود دیکھ لینا۔" اب بھلا مہ پارہ پیچھے کیوں رہتیں۔ لگیں کانوں کو ہاتھ لگانے۔

"توبہ توبہ۔۔۔ یعنی اب لڑکی خود اپنے آپ کو پسند کروانے لڑکے کے ساتھ اس کے گھر آ رہی ہے۔ بھابھی بڑا تجسس تھا ناں آپ کو یہ جاننے کا کہ وہ کس خاندان سے ہے تو اسی حرکت سے اس کے گھرانے کا اندازہ لگا لیں۔۔۔ جہاں لڑکی کو اتنی چھوٹ دی گئی ہو۔"

"بلاوجہ کے اندازے مت قائم کرو تم دونوں۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ یہ باتیں تو اب یہاں بھی معیوب نہیں سمجھی جاتیں اور اس لڑکی نے تو ساری عمر باہر گزاری ہے۔ بتایا تو ہے سعد نے کہ ماں کی وفات کے بعد صرف ایک بار پاکستان آئی تھی پہلے اور اس کا باپ بھی کچھ دنوں میں پاکستان آئے گا ہم سے ملنے اور سب طے کرنے۔"

"طے تو ہو گیا سب کچھ تقریباً۔" مہ پارہ نے سر جھٹکا اور نائلہ آہ بھر کے رہ گئیں۔

"کیا کیا سوچا تھا میں نے سعد کے لیے۔"

"خدا سے اچھی امید رکھو نائلہ ہو سکتا ہے جو ہونے جا رہا ہے وہ تمہاری سوچ سے کہیں بڑھ کے اچھا ہو۔" رضوان نے ایک بار پھر تسلی دی۔

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

☆ ☆ ☆

اسلام آباد سے لاہور تک کی فلائٹ تو خیریت سے ہو گئی۔ مگر لاہور سے یہاں تک کا ٹرین کا سفر تانیہ کے لیے ایک ایڈونچر تھا مارے جوش کے وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی خدا خدا کر کے اسے ٹرین سے اتار کے اسٹیشن تک لایا تو تانگے کو دیکھ کے مچل گئی۔ مگر حویلی سے ڈرائیور آیا تھا زبردستی اسے کار میں سوار کیا اور اب کب سے اس کی اوٹ پٹانگ باتیں اور حرکتیں برداشت کرتا یہ راستہ کٹ جانے کا منتظر تھا۔

"سعد۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔ وہ۔"

وہ آدھی سے زیادہ باہر نکلی مٹکے سر پہ رکھ کے گزرتی عورتوں کو دیکھ کے جوش سے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔ اور ڈرائیور کے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ مجھے بیک ویو مرر سے صاف نظر آ رہی تھی۔

"بس کرو تانیہ۔"

"اے ہیلو۔۔۔"

اب وہ گلی ڈنڈا کھیلتے بچوں کو پکار پکار کے متوجہ کر رہی تھی۔

"سر اندر کرو تانیہ۔" اور میں مسلسل اسے ٹوکنے میں مصروف۔

"تمہیں پتا ہے سعد میں پہلی بار کوئی گاؤں دیکھ رہی ہوں۔"

"میں کہہ رہا ہوں سر اندر کرو ورنہ یہی آخری بار دیکھنا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ دیکھو سامنے سے ٹریکٹر آ رہا ہے اندر ہو جاؤ۔"

میں نے اسے خبردار کرنا چاہا تھا مگر ٹریکٹر کا سن کے وہ مزید باہر لٹک گئی۔

"واؤ ٹریکٹر! سعد مجھے ٹریکٹر میں بیٹھ کے تمہارے گھر جانا ہے۔" اب میں نے باقاعدہ کھینچ کر اسے اندر سیٹ پہ پٹخا۔

"یہی حرکتیں رہیں تو ٹریکٹر کی بجائے ایمبولینس پہ ہی لے جانا پڑے گا۔"

"وہ کیا کہتے ہیں اس موقع پہ کہ اگر شکل اچھی نہ ہو تو بات کم از کم اچھی کرنی چاہیے۔"

"اور اگر شکل پہلے ہی کافی اچھی ہو تو؟" میں اترایا تو وہ منہ چڑانے لگی۔

"پھر وہی ہوتا ہے جو میرے کیس میں ہوا کہ لڑکی خود پرپوز کر دیتی ہے۔"

حویلی پہنچتے پہ وہ اسی جوش و خروش سے گاڑی سے اتری تھی مگر پھر ایک دم ہی اس کے چہرے پہ مایوسی آ گئی۔

"سعد۔" وہ مرے مرے لہجے میں کہتی 'عجب سمجھ میں نہ آنے والی مظلومیت چہرے پہ لیے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"یہاں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے سعد۔"

"مثلاً"۔۔۔ کیا نہیں ہے؟"

"یار۔۔۔ میں اتنی ایکسائٹڈ تھی کہ یہاں بڑا شاندار استقبال ہو گا میرا۔۔۔ ڈھول باجے اور ہار پھول۔۔۔ مگر' مگر یہاں تو اتنی خاموشی۔۔۔ نہ ڈھول بج رہا ہے نہ راستے میں پھول بچھے ہیں۔"

"اوہو۔۔۔ پھر تو رات کو تمہیں آتش بازی کے شاندار مظاہرے کی بھی امید ہو گی۔"

میں نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجا کے تسلی دی۔

"اندر آؤ تانیہ ایک فلمی قسم کی تمنا تو تمہاری پوری ہو ہی جائے گی۔"

"وہ کیا؟"

"بڑے دادا۔۔۔ ایک اچھی فیملی فلم کسی دادا جی کے بغیر کبھی مکمل نہیں ہوتی اور میرے بڑے دادا بڑے ہی فلمی ہیں 'آؤ تو سہی۔"

میں اس کا ہاتھ تھام کے کھینچتا اندر لے جانے لگا۔۔۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی سب کو منتظر کھڑا دیکھ کے میں نے سٹپٹا کے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور وہ۔۔۔ وہ پاگل سب کو ایک ساتھ دیکھ کے اتنی گھبرا گئی کہ میرا بازو زور سے تھام کے تقریباً ساتھ ہی چپک گئی۔

وہیل چیئر پہ ڈرپ سمیت بیٹھے بڑے دادا جی نے چشمے کے پیچھے چھپی آنکھیں سکوڑ کے بغور تانیہ کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.paksociety.com for More

اس واہیات حرکت کو دیکھا اور بڑبڑانے لگے۔ امی کے چہرے پہ بھی ناگواری تھی اور اس سے پہلے کہ مہ پارہ پھوپھو حسب عادت کانوں کو ہاتھ لگا لگا کے توبہ توبہ کرنے لگتیں میں نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑایا۔

"یہ... یہ تانیہ ہے۔"

"ہائے۔"

میرے تعارف کرانے پہ تانیہ نے مسکرا کے ہاتھ لہرایا۔ جس پہ سب کے ماتھے کے بل مزید گہرے ہو گئے جسے محسوس کرتے ہی تانیہ کو جھٹ سے میری سب ہدایات یاد آگئیں۔

"اوہ... سوری السلام علیکم... آداب۔"

"جیتی رہو..." ابو نے مسکرانے میں پہل کی۔

میری آنکھ کے اشارے پہ تانیہ فوراً "بڑے دادا کی جانب بڑھی۔ اور فوراً" بڑے ہی دوستانہ انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا۔

"کیسے ہیں بڑے دادا؟"

میرا دل چاہا میں اپنا سر پیٹ لوں۔ بڑے دادا نے نیچے کی جانب اشارہ کیا۔ وہ کچھ سمجھے بنا ان کے پیروں کی جانب دیکھنے لگی جو بلند فشار خون کی وجہ سے سوجے ہوئے تھے۔ تانیہ نے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"اوہ... کتنی سویلنگ ہے ناں' چہ چہ۔"

میں نے ماتھے پہ ہاتھ مارا اور اسے اشارے سے بڑے دادا کے سامنے جھک کر ان سے پیار لینے کا کہا۔ شکر ہے اس بار وہ سمجھ گئی اور وہ فوراً" ان کے سامنے سر جھکایا۔

"جیوندی رہ۔" بڑے دادا نے اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

"رضوان... کڑی ہے سوہنی... مینوں پسند ہے۔" انہوں نے فیصلہ سنا دیا تو ابو بھی طمانیت سے مسکرا دیے اور باقاعدہ اعلان کر ڈالا۔

"آپ کو پسند ہے دادا جی تو ہمیں بھی پسند ہے کیوں نائلہ؟" امی نے البتہ مسکرانے تک کی زحمت نہیں کی اور پلٹ کے اندر جانے لگیں' ابو نے معذرت خواہانہ نظروں سے مجھے دیکھا اور ان کے پیچھے گئے۔ میں مہ پارہ پھوپھو سے تانیہ کا تعارف کرانے لگا اور جب وہ تانیہ کو اس کا کمرہ دکھانے لے گئیں تو میرے قدم بھی خود بخود امی اور ابو کی جانب اٹھ گئے۔

"نائلہ... عقل سے کام لو بیٹا اتنے عرصے بعد گھر آیا ہے تمہیں دل بڑا کر کے اس کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے۔" ابو انہیں سمجھا رہے تھے۔

"کچھ دن بعد نیاز بھائی بھابھی اور ببلی آرہے ہیں۔ میں انہیں کیا کہوں گی؟"

"ہم نے ببلی کا رشتہ مانگا تو نہیں تھا ابھی۔" وہ شاید کچھ اور بھی کہتے... مگر مجھے دیکھ کے بات بدل ڈالی۔

"لو بھئی اب ماں بیٹے کی جذباتی ملاقات برداشت نہیں ہو گی مجھ سے' میں چلا۔" امی نے نامحسوس طریقے سے رخ موڑ لیا۔ میں ان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"امی۔" میرے پکارنے پہ شاید ان سے رہا نہیں گیا وہ ساری خفگی بھول کے مجھے گلے لگانے پہ مجبور ہو گئیں۔

"سعد... میرا بچہ شکر ہے اللہ کا جس نے میرے دل اور آنکھوں کو پھر سے ٹھنڈک پہنچائی۔" ان کے گلے لگتے ہی میرے اندر کی برف پگھلنے لگی۔ میری اندر جتنے بھی گلے شکوے تھے وہ اس برف کے ساتھ ہی پگھل کے بہہ گئے اور میں نے ان کے سامنے گویا ہتھیار ڈال دیے۔

"سوری امی۔" ماں ہی تھیں ناں آخر ذرا سی سوری پہ بہل گئیں۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ سب بھول بھال کے کھانے کی میز پہ تانیہ کی تواضع کر رہی تھیں البتہ مہ پارہ پھوپھو جلدی ٹلنے والوں میں سے نہیں تھیں۔

"تمہارے ابا کو پتا ہے کہ تم یہاں اپنا رشتہ طے کرتی پھر رہی ہو۔" ان کے تیکھے سوال کا جواب تانیہ نے ہلکے پھلکے انداز میں دیا۔

"جی' پتا ہے وہ بہت خوش ہیں سعد انہیں بہت پسند آیا ہے۔"

"اوہ... تو سعد بر دکھوے کے لیے بھی ہو آیا؟"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"بر... بر... دکھ... دکھوا؟" تانیہ کے حلق میں یہ لفظ اٹک اٹک گیا اور وہ جھک کے میرے کان میں سرگوشی کر کے پوچھنے لگی۔
"یہ کیا اسکائپ کو کہتے ہیں اردو میں؟"
"دراصل پھوپھو... میری کل رات ہی تانیہ کے ڈیڈ سے اسکائپ پہ ہی بات ہوئی ہے۔"
"واہ... ٹیکنالوجی۔" ابو خوشدلی سے کہہ رہے تھے۔
"عجیب انسان ہیں بھلا داماد ایسے پسند کیے جاتے ہیں؟" پھوپھو کے اعتراضات جاری تھے۔
"ان کے پاس پسند کرنے کے علاوہ کوئی چوائس ہی نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے سعد کے علاوہ کسی اور سے شادی نہیں کرنی۔ یہ بات وہ جانتے ہیں۔"
"بیٹا میری بات بھی کروا دو اپنے ڈیڈ سے چاہے اسکائپ پہ ہی سہی... ان سے سب معاملات طے کر لیے جائیں۔"
"طے تو یہ دونوں کر چکے ہیں بھائی صاحب۔" پھوپھو کی مسلسل طنزیہ گفتگو سے بچنے کے لیے میں نے موضوع بدلنا چاہا۔
"تم یہ پلاؤ لو... ماما کے ہاتھ کے کھانے کی عادت ایک بار تمہیں ہو گئی تو تم یہاں سے جانے کا نام نہیں لو گی۔"
"لو... میں ویسے بھی کب جا رہی ہوں۔" وہ اترا کے بولی تو امی مسکرا دیں۔
"اور کیا... اپنی بیٹی تو پرائی ہوتی ہے۔ ایک دن چلی جاتی ہے۔ اصلی بیٹی تو وہ ہوتی ہے جو ہمیشہ کے لیے ہمارے آنگن میں ہوتی ہے۔"
"ہاں اور اگر بیٹی ام ہانی جیسی بے مروت ہو تو پھر بالکل ہی پرائی۔"
اتنے عرصے بعد ام ہانی کا نام سن کر میرا پانی کے لیے اٹھا ہاتھ جہاں کا تہاں رہ گیا... ماہ پارہ پھوپھو کی بات سن کے امی بھی افسردہ سی ہو گئی تھیں۔
"وہ اپنے گھر خوش ہے۔ مطمئن ہے ہمیں اور کیا چاہیے ماہ پارہ۔"

ابو کا تو شاید اب کام ہی یہی رہ گیا تھا۔ پھوپھو کی سب کٹھلی ٹوکیلی باتوں کا ازالہ کیے جانا... مگر وہ کسی کو خاطر میں ہی نہ لائیں... سر جھٹک کے کہنے لگیں۔
"ہونہہ رہنے ہی دیں بھائی صاحب اوروں کی بھی بیٹیاں بیاہ کے جاتی ہیں ایسے میکے والوں پہ کوئی خاک تو ڈال کے نہیں جاتا... اتنی لاتعلقی بس بھولے بسرے کبھی عید، شب برات پہ فون کر لیا۔ ہاں بھئی بڑے کمشنر صاحب کی بیگم جو ہوئیں وہ۔"
میں نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا کھانے سے جی ہی اچاٹ ہو گیا۔ امی بھی اب ملول نظر آ رہی تھیں۔
"صحیح کہہ رہی ہے یہ رضوان ڈیڑھ مہینہ پہلے خبر ملی کہ سندھ سے دوبارہ سالار کی تعیناتی یہیں نزدیکی شہر میں ہوئی ہے... مشکل سے دو گھنٹے کا راستہ ہو گا۔ مگر اسے توفیق نہ ہوئی ملنے کی۔"
"سعد... یہ ام ہانی کون ہے؟" تانیہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔
میں نظر چرا کے رہ گیا اور ماہ پارہ پھوپھو اس ذکر کو طول دینے لگیں۔
"لیکن اگر وہ لوگ دوبارہ یہاں شفٹ ہو گئے ہیں تو آپ خود ہی فون کر لیتیں بھابھی۔"
"اب تو کرنا ہی پڑے گا۔ اتنی بڑی خوشخبری دینے کے لیے... اور مجھے یقین ہے سعد کی خوشی میں شامل ہوئے بنا وہ رہ ہی نہیں پائے گی... سعد تم خود کیوں نہیں چلے جاتے اسے لانے کل صبح؟"
ابو کے پوچھنے پہ میں نے ایک لمحہ دیر نہ کی جواب دینے میں۔
"نہیں... میں نہیں جا سکتا میں نے تانیہ سے وعدہ کیا ہے کل اسے یہ جگہ دکھانے کا۔" اور تانیہ مجھے ٹکر ٹکر دیکھتے ہوئے وہ وعدہ یاد کرنے لگی۔ اور پھر میری جان کو ہی آ گئی۔
"تم بہت ہی عجیب انسان ہو... اچانک سے کبھی بھی کچھ بھی کہہ دیتے ہو۔" میں حسب عادت تیز تیز چل رہا تھا اور وہ حسب سابق میرے پیچھے پیچھے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

Click on http://www.Paksociety.com for More

"تو اچھا ہے تمہاری زندگی میں تو وہی پرفیکٹ ہوتا ہے۔ جو اچانک ہو۔"

"مگر اتنا اچانک! اب بتاؤ بھلا کب وعدہ کیا تھا تم نے مجھ سے یہ جگہ دکھانے کا۔"

"کیا تھا تمہیں یاد نہیں ہوگا اور میرے پیچھے آنا بند کرو وہ رہا تمہارا کمرہ جاؤ۔"

"ایک تو تمہارا کمرہ میرے کمرے سے اتنی دور ہے ہم یہاں بیٹھ کے کچھ دیر باتیں کریں۔"

"نہیں تانیہ یہاں ان باتوں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تمہیں خود کو اس ماحول اور روایات کے مطابق ڈھالنا ہوگا۔ کم از کم جب تک تم یہاں ہو میرے آس پاس منڈلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خصوصاً" رات میں یا اکیلے میں۔"

"ہونہہ....." وہ منہ بسورتی اپنی کمرے میں چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی میرے قدموں کی رفتار خود بخود دھیمی پڑ گئی۔ جیسے اس سے بھاگنے یا دور جانے کے لیے ہی ان میں بجلی بھرتی ہو۔ میں موڑ مڑ کے اس راہداری میں داخل ہوا جہاں ام ہانی کا کمرہ تھا.... میرے ست پڑتے قدم بالکل بے جان ہو گئے۔

میں خالی خالی نظروں سے اس کمرے کے بند دروازے کو دیکھنے لگا۔ کوئی تھا جو مجھے وہاں دھکیل رہا تھا۔ میں کھینچتا ہوا گیا اور کچھ دیر بعد میرا ہاتھ اس دروازے کی ناب پہ تھا سنسان راہداری میں دروازہ کھلنے کی ہلکی سی چرچراہٹ پیدا ہوئی۔ اندر قدم دھرتے ہی اس کی خوشبو میرے حواسوں پہ سوار ہونے لگی۔ میں نے گھبرا کے روشنی کی۔

سب وہی تھا۔

اس کی کتابیں....

اس کا لیمپ....

اس کا تکیہ.... اس کا کمبل

دیوار پہ لگی ہم دونوں کی تصویریں۔

مجھے لگا میرا وجود سر سے پیر تک جکڑ رہا تھا ان زنجیروں سے خود کو چھڑانے کے لیے میں نے پورا زور لگایا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ ہانپتا ہوا میں اب تانیہ کے کمرے کے باہر کھڑا بے تابی سے دستک دے رہا تھا.... وہ باہر نکلی تو میری وحشت اور خوف دیکھ کے گھبرا گئی مگر اسے کسی بھی سوال کا موقع دینے سے پہلے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑ کے کھینچتا ہوا لے جانے لگا۔

"ارے سعد کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟ ارے چپل تو پہننے دو سعد۔ کمال ہے! ابھی اتنے لیکچر دے رہے تھے کہ تم سے دور رہوں' زیادہ آس پاس نہ منڈلاؤں' اکیلے میں نہ ملوں اور اب خود اتنی رات کو مجھے ہاتھ پکڑ کے پتا نہیں کہاں...." اور پھر وہ ایک دم خود ہی چپ ہو گئی۔

میں اسے آنگن میں لے آیا تھا....

ستاروں کی چھاؤں میں....

وہ بھی گنگ سی ہو کے ستاروں بھرا آسمان دیکھنے لگی جو میں پہلے ہی ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ اب بھی میرے ہاتھ میں مضبوطی سے دبا ہوا تھا.... میں نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور وہ میرے ساتھ آ لگی.... یونہی میرے کاندھے کے پار سے آسمان کو دیکھتے دیکھتے بے خودی سے پوچھنے لگی۔

"کوئی ستارہ ٹوٹا ہے کیا؟"

"نہیں کچھ اور ٹوٹا ہے۔" اسی بے خودی میں' میں نے جواب دیا اور پھر کان لگا کے کچھ سنتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں یہ بانسری سنائی دے رہی ہے۔"

"نہیں۔"

"مجھے سنائی دے رہی ہے۔ سنو غور سے.... یہ ہے ناں سنی تم نے...."

اس نے لاچاری سے انکار میں سر ہلایا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے آہستگی سے نکالتے ہوئے جیسے ہی الگ ہوئی میں نے دوبارہ اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ اور منت کرنے لگا۔

"نہیں تانیہ مجھ سے دور مت جاؤ ورنہ' ورنہ میں خود سے بھی دور ہو جاؤں گا۔"

"سعد۔" میرے بدلے ہوئے انداز اسے متوحش کر رہے تھے اور اسے کیا.... خود مجھے بھی مجھے کہاں اندازہ تھا کہ تین سال بعد پھر سے میں اس بے کلی اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

وحشت کو پھر سے اسی بھرپور طریقے سے محسوس کروں گا۔

"میرے پاس رہو تانیہ... تاکہ میں اپنے آپ میں رہوں۔ اگر میں اپنا نہ رہا تو... تو تمہارا ابھی نہیں ہو سکوں گا۔" میں نے اس میں پناہ لے لی۔

☆ ☆ ☆

سب کے سامنے کہہ چکا تھا۔ ناچار صبح اسے قصبے کی سیر کے لیے لے جانا ہی پڑا۔ ورنہ رات بے خودی میں جو کچھ سرزد ہوا تھا مجھ سے اس کے بعد اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

"ویسے تمہیں رات کو ہوا کیا تھا؟" بھٹا کھاتے ہوئے وہ سوال کر بیٹھی۔

"کچھ نہیں بہانے بنا رہا تھا تمہارے قریب ہونے کے۔" میں ایک نمبر کا جھوٹا۔

"دلفنگے۔" وہ ہنس دی مجھے بھی ہنسی آگئی۔

"ہوں... لفنگا یہ ایک بار بلی نے بھی کہا تھا مجھے۔"

"بلی کون؟" وہ چونکی کچھ ٹھٹکی۔

"میری کزن۔"

"اور وہ تمہاری کزن تمہیں لفنگا کیوں کہتی تھی ایسا کیا کرتے تھے تم اس کے ساتھ۔" وہ زیادہ چونکی کچھ اور ٹھٹکی... میں چپ چاپ بس مسکراتا رہا۔

"اوہ تو کہیں تمہاری یہ کزن وہ ہی تو نہیں تھی جسے تم پہلے چاہتے تھے جس سے تمہیں محبت تھی۔"

مجھے پھر سے ہنسنا چاہیے تھا مگر میں حد درجہ سنجیدہ ہو گیا۔

"نہیں وہ محبت نہیں تھی۔"

"تو پھر کیا تھا؟"

"پاگل پن... ضد... خواہش... بچپنا۔"

"اوہ بچپنا۔" اس نے اطمینان کی سانس لی۔

"مگر اب تو تم بچے نہیں ہو... اب کوشش کر کے دیکھو... شاید سچ مچ ہو جائے تمہیں محبت۔"

وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے میرے سامنے آن کھڑی ہوئی اور میں اس سے نظر چرانے پہ مجبور ہو گیا۔

"نہیں شاید نہیں یقیناً" اب یہ دوبارہ کبھی نہیں ہو گا۔" اور ارد گرد نظر ڈالتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ ہم چلتے چلتے کھنڈر کی عقبی دیوار کے پاس آگئے تھے۔

وہ ٹوٹی ہوئی دیوار جس کے اس پار کھائی تھا۔ میں قدم بڑھاتا کھائی کے پاس پہنچا اندر جھانکتے ہوئے پوری شدت سے چلایا تھا۔

"آئی لو یو..."

میرے عجیب و غریب رویے اور کترائے کترائے انداز کو سمجھنے کی کوشش کرتی تانیہ یکدم کھل سی گئی یہ سن کے اور بھاگتے ہوئے میرے پاس آئی... مسرت سے اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔

"اوہ سعد... آخر تم نے کہہ ہی دیا... میں کب سے یہ تین الفاظ تم سے سننے کے لیے ترس رہی تھی۔"

"اور میں کب سے یہ تین الفاظ کسی نہ کسی کھائی میں گراتا آرہا ہوں۔" وہ پھر سے حیران ہوئی... اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کچھ پوچھتی' میں نے اس کے ہاتھ اپنے شانے سے ہٹائے۔

"مجھے جانا ہے تانیہ... ابھی... اسی وقت... ہانی کو لینے۔" اور اسے یوں ہی حیران پریشان چھوڑ کے میں چل دیا۔

☆ ☆ ☆

ابو سے لیا پتا لے کر میں ام ہانی کے گھر پہنچا اور گیٹ کے باہر ہی کھڑے ہو کے مجھے احساس ہو گیا کہ یہ ام ہانی کا نہیں' سالار کا گھر ہے۔

بھلا ام ہانی کا گھر اور ایسا اجاڑ... ویران... وہاں تو پھول کھلتے... کلیاں چٹختی نظر آتیں... یہاں خزاؤں کے ڈیرے تھے اور سوکھے زرد پتوں کے ڈھیر۔ ام ہانی کا ہوتا... تو کوئل کوکتی یہاں... چڑیاں چہچہاتیں۔ یہاں تو گدھ اور کوے منڈلا رہے تھے۔

زنگ آلود گیٹ کو بمشکل دھکیل کے اندر داخل

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہوئے میں بے یقین سا تھا کہ ام ہانی یہاں نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسی جگہ ہو بھی کیسے سکتی ہے اور اگر ہے تو یہ جگہ ایسی کیسے ہو سکتی ہے۔

تب ہی بالکونی پہ ٹنگا ایک گلابی دوپٹا ہوا کے دوش پہ لہراتا نیچے آیا اور میرے چہرے پہ ٹھہر گیا۔ آہستگی سے دوپٹے کو ہاتھ میں لیتے ہوئے میں نے ام ہانی کی مہک کو محسوس کیا اور اس بھروسے اندر قدم بڑھائے کہ وہ اندر ہی ہو گی، کہیں نہ کہیں۔

ایک ملازمہ مجھے بڑے سے مہمان خانے میں چھوڑ گئی۔ ایک طویل راہ داری سے گزرتے ہوئے اور اس طویل راہ داری پہ پڑنے والے ہر قدم کے ساتھ سالار کی ایک قد آدم تصویر میرے سامنے آ رہی تھی۔ میں نظر چراتا رہا اور اب مہمان خانے میں لگی جابجا اس کی تصویریں مجھے جھنجلاہٹ میں مبتلا کر رہی تھیں۔ میں اسے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ بالکل بھی نہیں۔ تب ہی میری نظر مشرقی دیوار کے ایک کونے میں لگی پینٹنگ پہ گئی۔ وہ اسی کھنڈر کی تصویر تھی۔

وہی کھنڈر... میں اس پینٹنگ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس کے نیچے ام ہانی کے دستخط نہ بھی ہوتے تب بھی میں جان جاتا۔ یہ اسی نے بنائی ہے۔ مگر... مگر کھنڈر کی اس عمارت کو اس نے نہ جانے کیوں دھند میں ڈوبا ہوا دکھایا تھا۔

"سعد..." میں اس کی آواز پہ پلٹا۔ وہ ام ہانی ہی تھی۔ ویسی کی ویسی۔ "تم واپس کب لوٹے سعد؟"

"جس وقت تمہاری نظر مجھ پہ پڑی... بس وہی لمحہ تھا میرے واپس پلٹنے کا۔" میں یہ کہنا نہیں چاہتا تھا۔ پتا نہیں کیوں کہہ گیا' وہ گنگ تھی۔ میں نے بات سنبھالی۔

"ابو نے کہا تھا تمہیں لانے کے لیے... سوچا اچانک آ کے تمہیں سرپرائز دیتا ہوں لیکن شاید پریشان کر دیا۔"

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔ ہاں... کوشش...

"بس اچانک تمہیں دیکھا... تو..."

"تو خوشی ہوئی؟" میں نے بڑی آس سے پوچھا۔

"کیسے ہیں سب...؟" اب کے بات اس نے بدلی۔ "تایا ابا... بڑی امی... پھوپھو... بڑے دادا..."

"سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں' چلو..." وہ کچھ کشمکش کا شکار لگ رہی تھی۔ "تم بیٹھو تو... کیا لو گے؟ چائے؟"

"کچھ نہیں... بس تم تیاری کرو' نکلتے ہیں۔"

"سعد... میں ضرور چلتی... مگر... دراصل..."

اس کی ہچکچاہٹ نے مجھے امی کی باتیں یاد دلا دیں۔

"سنا ہے تم شادی کے بعد بمشکل ایک آدھ بار گئی ہو وہاں... بہت مصروف رہنے لگی ہو شاید... یا نئی زندگی میں پرانے رشتے یاد نہیں رہے... مگر میں بہت اعتماد کے ساتھ کہہ کر آیا ہوں کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہنی میری منگنی پہ نہ آئے۔" ساتھ جانے کی بات سننے کے بعد اس کے چہرے پہ مسلسل ہوائیاں اڑ رہی تھیں... مگر منگنی والی بات پہ وہ جی بھر کے خوش ہو گئی۔

"سچ... تمہاری منگنی ہو رہی ہے... کس سے؟ کون ہے... کیسی ہے وہ؟"

"لڑکی ہے... اچھی ہے... پسند ہے مجھے... اور اتفاق سے وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے... تمہارے سرتاج کی طرح صرف خود کو پسند نہیں کرتی۔" میں نے ہر طرف آویزاں سالار کی تصویروں کی جانب لطیف سا طنز کیا تو وہ شرمندگی سے وضاحت دینے لگی۔

"ارے... یہ تو میں نے لگائی ہیں... وہ گھر پہ کم ہوتے ہیں نا... اسی لیے لگائی ہیں... تاکہ وہ ہر وقت میری نظروں کے سامنے رہیں... میں کہیں آتی جاتی بھی نہیں ہوں اسی لیے... ایک منٹ بھی دور نہیں رہ سکتی سالار سے۔"

میں جان گیا تھا کہ یہ ساتھ نہ جانے کی تمہید باندھی جا رہی ہے... مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ کیونکہ ام ہانی کے عقب میں مجھے سالار وہاں آتا نظر آ رہا تھا... جس سے ام ہانی بے خبر لگ رہی تھی... اور اپنی ہی دھن میں کہتی جا رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"بہت پیار کرتے ہیں وہ بھی مجھ سے... منع نہیں کریں گے جانے سے... مگر میں جانتی ہوں... ان کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا اگر..." اور جیسے ہی سالار نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا... وہ نہ صرف فوراً" چپ ہو گئی... بلکہ میں نے اس کے چہرے سے زندگی کی رمق دور ہوتے بھی دیکھی تھی... اس کا بدن باقاعدہ کپکپا سا اٹھا تھا... سالار کے لمس سے... جیسے خوف سے جھرجھری لی ہو اس نے... جبکہ وہ مسکرا رہا تھا... بڑے مہربان انداز میں۔

"تم میری مشکل کو چھوڑو ام ہانی... بس وہ کرو جو تمہارا دل چاہے۔" پھر وہ میری جانب متوجہ ہوا۔

"تم وہی لڑکے ہو نا... ام ہانی کے کزن... سعد..."

"جی... کمال ہے... آپ کو یاد رہا... کیسے ہیں آپ..."

"یہ تو تم ام ہانی سے پوچھو... کیسا ہوں میں... اور اسے کیسا لگتا ہوں؟" اس کا ہاتھ جواب تک ہانی کے شانے پہ تھا وہ پھسل کے اس کی کمر کے گرد حائل ہوا... اور سالار نے اسے خود سے قریب کر لیا... ام ہانی اب اور بھی سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔ جیسے اس کا سانس رک رہا ہو... میں کچھ دیر اور اس کے چہرے کو دیکھتا تو شاید اس کے خوف و ہراس کی وجہ جان پاتا... لیکن میری تو اپنی سانس رکنے لگی تھی ان دونوں کو ایک دوسرے سے اتنا قریب دیکھ کے۔

"ابو نے مجھے ہانی کو لینے بھیجا تھا... مگر وہ تو غالباً" اب آپ کے بغیر کہیں بھی آتی جاتی نہیں ہے... تو میں چلتا ہوں پھر..." میں نے مایوسی سے کہا۔

"ایسے کیسے جا سکتے ہو تم؟" مجھے روکنے کے بعد وہ اسی محبت کے ساتھ ام ہانی سے گویا ہوا

"اتنے مان سے بلا رہے ہیں تو چلی جاؤ... دل ٹوٹ جائے گا ان سب کا۔"

"نہیں... میں... میں پھر... پھر کبھی... میرا مطلب... ہے... کہ میں بعد میں چلی جاؤں گی۔" بہت وقت کے بعد ٹوٹ ٹوٹ کے الفاظ اس کے لبوں سے آزاد ہوئے۔

"نہیں... میں کہہ رہا ہوں کہ تم ابھی جاؤ گی تو تم جاؤ گی، ورنہ سب سمجھیں گے میری محبت خود غرض ہے اور میں نے تمہیں خود سے باندھ رکھا ہے۔" اس نے ام ہانی کی کمر سے اپنا بازو الگ کیا تو جیسے اس کی جان میں جان آ گئی... مگر حیران وہ اب بھی تھی اور میں... میں تو جیسے کسی معمے کو حل کرنے کی تگ و دو میں تھا۔

"جاؤ... جلدی کرو... وہاں بے چینی سے تمہارا انتظار ہو رہا ہو گا۔"

سالار کے کہنے پہ وہ یوں بھاگی جیسے قید سے رہائی ملی ہو۔ میں یہ گتھیاں سلجھانے میں ناکام ہونے لگا تو دیوار پر لگی اس پینٹنگ کو گھورنے لگا۔

دھند میں چھپا کھنڈر...

"میں نے کہا تھا نا... سالار مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ انہیں میرا بہت خیال ہے۔ اب دیکھو نا، صرف میری خوشی کی خاطر مجھے بھیج دیا، ورنہ اکیلے کیسے رہیں گے۔" میں خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور وہ مسلسل بولتی جا رہی تھی۔ مسلسل... بے تکان... اور بے تکا۔ بلاوجہ اپنے انداز سے خوشی اور ہیجان ثابت کرنے کی ناکام کوششوں میں ہلکان... یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنی بھونڈی اداکارہ ہے۔

"اُف... اب اتنی فکر رہے گی مجھے ان کی... کیسے رہیں گے اکیلے... سعد... میں کہے دیتی ہوں... میں زیادہ دن نہیں رکوں گی... سالار خود سے کبھی نہیں کہیں گے... مگر میں جانتی ہوں انہیں کتنی پرابلم ہو گی۔ میرے بغیر... اور سب سے بڑی بات... وہ تو ایک منٹ کے لیے مجھے اپنی نظروں سے اوجھل..."

"تم نے اس پینٹنگ میں اس کھنڈر کو دھند میں کیوں چھپایا ہوا تھا۔" میرے اچانک سوال پہ وہ چپ کر گئی اور پھر گھبرا کے رخ پھیر کے باہر دیکھنے لگی۔

"دھند میں منظر واضح نہیں ہوتے... جو نظر آتا ہے وہ اصل میں ہوتا کچھ اور ہے... لیکن میں اس کھنڈر کے چپے چپے اور نقش نقش سے واقف ہوں۔ اس پہ کتنی بھی دھند ہو... کتنا ہی کچھ چھپانے کی کوشش کی جائے... مجھے سب صاف نظر آتا ہے۔" میں نے کچھ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

جتانا چاہا۔۔۔ مگر وہ ایسی بن گئی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔ سمجھنا تو دور کی بات۔۔۔ پھر وہ سارا رستہ چپ رہی۔ یہ چپ حویلی جاکے بھی اس پہ چھائی رہی۔۔۔ خاص طور پہ جب مجھ پہ نظر جاتی۔۔۔ وہ مزید خائف لگنے لگتی۔

"تمہیں تو ہماری کبھی یاد ہی نہیں آئی۔۔۔ جس آنگن میں کھیل کے بڑی ہوئی' جہاں سے رخصت ہوئی' اس کو بھول گئی۔" امی نے اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے گلہ کیا۔۔۔ اور مہ پارہ پھوپھو نے حسب عادت گھما کے بات۔۔۔

"مگر آنگن میں جس کے ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی اسے نہیں بھولی۔۔۔ دیکھو نا۔۔۔ ہمارے بلانے پہ کبھی نہیں آئی' مگر سعد لینے گیا تو آگئی۔"

"کیسے آتی پھوپھو۔۔۔ کمشنر کی بیگم کی زندگی اتنی آسان نہیں ہوتی۔ ایک تو ان تین سالوں میں چار الگ الگ جگہ پوسٹنگ' پھر سالار کے ساتھ آئے روز کسی نہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری تقریب میں جانا۔۔۔ اور گھر۔۔۔" میں جان گیا کہ میرے اندر آتے ہی وہ یہ راگ الاپنا شروع ہوئی ہے۔ صرف مجھے سنانے کے لیے۔۔۔ میں اطمینان سے میز پہ رکھی فروٹ کی ٹوکری سے آلو بخارا اٹھا کے کھانے لگا۔

"گھر کا تو پوچھیں ہی مت پھوپھو۔۔۔ اتنے کام اور اتنی ذمے داریاں۔۔۔"

"اب رہنے بھی دو ہانی۔۔۔ کون سے کام اور کون سی ذمے داریاں۔۔۔ نہ سسرال والے' نہ بال بچے۔۔۔ اور پھر کمشنر کی بیگم صاحبہ۔۔۔ کتنے تو نوکر چاکر ہوں گے۔ اب بناؤ مت ہمیں۔۔۔ یوں کہو کہ نئی زندگی کے ہنگاموں میں ہم تمہیں یاد نہ رہے۔"

"ایسا نہیں ہے پھوپھو۔۔۔ دراصل سالار کو نہ تو کسی اور کے ہاتھ کا کھانا پسند آتا ہے' نہ وہ اپنے ذاتی کام کسی اور سے کرواتے ہیں اور سب سے بڑی بات۔۔۔ میں انہیں دو منٹ بھی اپنے آس پاس نہ نظر آؤں تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔" اب میں ٹانگیں پسار کے بالکل اس کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔ انگور کا گچھا ہاتھ میں لے کر انگور کے دانے توڑتے ہوئے اور گا ہے

بگا ہے اور بظاہر عام سی نظر اس پہ ڈالتے ہوئے۔۔۔ مگر میری یہ عام سی نظر بھی نہ جانے کیوں اسے بولائے دے رہی تھی۔ جیسے کسی کا جھوٹ سرِعام پکڑا جائے۔

"ماشاء اللہ۔۔۔ چلو۔۔۔ ہماری خوشی کے لیے یہی بہت ہے کہ سالار تمہیں چاہتا ہے۔" امی نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا تو وہ پھر سے شروع۔۔۔

"کوئی ایسا ویسا تائی امی۔۔۔ میں تو کہتی ہوں۔۔۔ ایسا شوہر قسمت سے کسی کسی کو۔۔۔" اسی وقت اس کی نظریں مجھ سے ملیں۔۔۔ جانے کیا محسوس کر لیا اس نے کہ چپ ہو گئی۔۔۔ میں جو جتانا چاہتا تھا۔۔۔ وہ میں نے جتا دیا اور اسے مزید کہانیاں گھڑنے سے بچا لیا۔

"سعد۔۔۔ مجھے تانیہ سے تو ملواؤ۔۔۔ بہت شوق ہے مجھے اسے دیکھنے کا۔۔۔" اس نے اپنا نہیں' میرا دھیان ہٹانا چاہا' خود سے۔

"اسی لیے تو لایا ہے سعد اسے۔۔۔ کہ ہم سب اسے دیکھ لیں اور پھر اس کی پسند کی داد دیں۔" پھوپھو کی طنزیہ گفتگو کا تانا وہیں جڑا جہاں سے ٹوٹا تھا۔ "پسند تو خیر سعد کی ہمیشہ سے بہت اچھی رہی ہے۔" ام ہانی کے مسکرا کے کہنے پہ میں نے بھی مسکرا کے ہی جتایا۔

"اپنے مجازی خدا کی طرح تم بھی خاصی خود پسند ہو گئی ہو۔۔۔ نہیں؟" اس نے گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنا چاہا۔۔۔ مگر کسی نے میری بات پہ توجہ نہیں دی تھی۔ امی اور پھوپھو کا الگ ہی مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔

"ہبلی کے ساتھ ہے تانیہ۔۔۔ اتنی دوستی ہو گئی ہے دونوں میں۔۔۔ شکر ہے۔۔۔ ورنہ نند بھابھی کی کہاں بنتی ہے۔" امی کی بات کا الٹا مطلب نکالے اب پھوپھو الجھ رہی تھیں۔

"ارے۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ آپ کہنا کیا چاہتی ہیں بھابھی۔"

☼ ☼ ☼

عرصے بعد وہ اپنے اس کمرے میں آئی تھی اور آتے ہوئے وہ مصنوعی مسکراہٹ نوچ کے باہر ہی پھینک آئی تھی۔ جس کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے اس کا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

چہرہ اب چیخنے لگا تھا۔ اپنی اور سعد کی تصویر پہ نظر پڑتے ہی اس کے کانوں میں سعد کی آواز گونجی۔

"میرے بغیر جو بھی کام کرو گی۔۔۔ وہ غلط ہو گا۔۔۔ دیکھ لینا۔"

"دیکھ لیا۔۔۔" اس کے لبوں سے آہ سی نکلی۔ پھر وہ اپنی رائٹنگ ٹیبل تک آئی۔۔۔ جس کی سطح پہ گرد کی ایک تہہ جمی تھی۔۔۔ دراز سے اپنی اسکیچ بک نکال کے یوں ہی ورق پلٹے تو سب سے پہلے سالار کا بنایا اسکیچ ہی سامنے آیا۔

وہی خوف۔۔۔ وہی ہراس پھر سے اس پہ طاری ہو گیا۔ دھڑ دھڑ کرتے دل کے ساتھ اس نے فوراً اسکیچ بک بند کی۔۔۔ دراز میں پھینک کے بند کیا اور دوپٹے سے ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کرنے لگی۔

تب ہی دھڑ سے دروازہ کھلا اور تانیہ بڑے جوش کے عالم میں اندر داخل ہوئی۔

"ام ہانی۔۔۔" اس کے انداز میں استفسار بھی تھا اور اشتیاق بھی۔۔۔ خود کو سنبھالتے ہوئے ام ہانی نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ ام ہانی ہی ہو نا۔۔۔ سعد کی ہنی؟" اور آگے بڑھ کے گرمجوشی سے ہانی کے گلے لگ گئی۔ "اور تم تانیہ۔۔۔"

"ارے۔۔۔ سعد نے بتایا میرے بارے میں؟ تب ہی آپ نے فوراً" مجھے پہچان لیا۔۔۔ مگر اس نے مجھے آپ کے بارے میں کبھی کچھ نہیں بتایا۔۔۔ ایک لفظ بھی نہیں۔۔۔ پھر بھی میں نے پہچان لیا۔"

"اچھا۔۔۔ وہ کیسے۔۔۔"

"پھوپھو اور نائلہ آنٹی سے پتا چلا کہ آپ اس کی بچپن کی اتنی اچھی دوست ہیں اور وہ ہمیشہ سے آپ سے بہت اٹیچ رہا ہے' تب سے میں اتنی ایکسائٹڈ تھی آپ سے ملنے کے لیے۔"

"اچھا۔۔۔ ہوں۔۔۔ مگر کیوں۔۔۔" ام ہانی کو وہ پٹر پٹر بولنے والی لڑکی بھا گئی۔۔۔ دل چاہا اسے بار بار بولنے پہ اکسائے۔

"جو لوگ سعد کو اچھے لگتے ہیں وہ مجھے بھی اچھے لگتے ہیں۔ جو اسے پیارے ہیں وہ مجھے بھی پیارے ہیں۔۔۔ پتا ہے مجھے تو اب رنگ بھی صرف وہ اچھے لگتے ہیں جو وہ پہنتا ہے۔" ہانی اسے تکتی جا رہی تھی۔۔۔ بہت محبت سے۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہیں۔"

"تمہیں۔۔۔ تم مجھے بہت اچھی لگی ہو۔" اس نے بڑے ہی سچے دل سے کہا۔

"ارے۔۔۔ کہیں آپ کے ساتھ بھی تو وہ مسئلہ نہیں۔۔۔ کہ چونکہ میں سعد کو اچھی لگتی ہوں تو اس لیے آپ کو بھی اچھی لگ رہی ہوں۔" وہ گنگ ہو گئی۔ "بتایئے نا۔"

"ہاں۔۔۔ شاید۔۔۔" مختصراً" وہ اتنا کہہ پائی۔

☼ ☼ ☼

"اوہ تیری۔۔۔" میں نے کچھ ایسا دیکھا تھا کہ نہ صرف ٹھٹک کے رک گیا' بلکہ بے ساختہ میرے منہ سے یہ الفاظ نکلے اور علی جو بیلی کا ہاتھ تھامے بڑی ہی گھامڑانہ سی مسکراہٹ کے ساتھ عشق جھاڑ رہا تھا' ہڑبڑا کے پرے ہٹ گیا اور بیلی۔۔۔ وہ تو سرپٹ بھاگ لی۔

"وہ نا۔۔۔ سعد۔۔۔ میں بیلی سے یہ کہہ رہا تھا کہ۔۔۔ کہ۔۔۔" میں نے ہنستے ہوئے علی کی مشکل آسان کی۔

"جو بھی کہہ رہا تھا' کہتا رہ۔۔۔ ایسی باتیں کسی اور کو تھوڑا ہی بتائی جاتی ہیں' احمق۔۔۔"

"نہیں' نہیں۔۔۔ وہ تو۔۔۔ قسم سے نہیں۔" وہ مزید گڑبڑا گیا۔۔۔ مگر میں مطمئن تھا۔۔۔ تانیہ بیلی کے بارے میں کچھ مشکوک تھی۔۔۔ اسے لگ رہا تھا۔۔۔ بیلی ہی وہ ہے جس سے ماضی میں میری کوئی وابستگی رہ چکی ہو۔

"چلو۔۔۔ یہ مسئلہ تو حل ہوا۔۔۔ خود بخود ٹھنڈی پڑ جائے گی اب وہ۔۔۔"

☼ ☼ ☼

ام ہانی سب کے منع کرنے کے باوجود کچن میں مصروف تھی اور تانیہ اسٹول پہ بیٹھی گاجر کھاتے ہوئے مسلسل اس سے سوالات اور جرح۔۔۔ اور اب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

فرمائشیں کرتی جارہی تھی۔

"شادی کے بعد آپ مجھے بھی کوکنگ سکھائیں گی۔"

"میں نے بھی تائی امی سے ہی سیکھا ہے۔ تم بھی ان سے ہی سیکھ لینا۔"

"لیکن سعد کو تو آپ کے ہاتھ کا پسند ہے' اسی لیے تو اس نے آج خاص آپ کے ہاتھ کے پراٹھے کی فرمائش کی ہے۔ کیا آپ اس کی سب پسند ناپسند سے واقف ہیں؟" اس کے سوال پر ام ہانی مسکرائی۔

"پسند ناپسند سے ہی واقف نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ اس کی پسند کب بدلنے والی ہے۔"

"پھر تو آپ کو یہ بھی پتا ہو گا کہ وہ... میرا مطلب ہے کہ کچھ سال پہلے جو اس کا کرش... یعنی... وہ... آپ سمجھ رہی ہیں نا... کیا اب بھی وہ..." روٹی بیلتے ہوئے ہانی کے ہاتھ تھم گئے۔ اس سے جھکا ہوا سر اٹھا کے تانیہ کی جانب دیکھا تک نہ گیا... کہ نہ جانے اس کے چہرے پہ کیا ہو' جس کا وہ تاب نہ لا سکے۔

"بتائیں نا..." وہ سب جاننے پہ مصر تھی۔

"کیا وہ واقعی سیریس تھا... یا بس ایسے ہی..."

"تم کیوں پوچھ رہی ہو پرانی باتیں..." ام ہانی نے اپنے ہاتھوں کی لرزش چھپانے کی کوشش کی۔ "اس کا آج تم ہو تانیہ... اور آنے والا کل بھی..."

"مگر اس وقت اس کا گزرا ہوا کل بھی تو اس کے سامنے ہے۔" تانیہ کی بات پہ اس کے ہاتھ سے گھی کا کٹورا گرتے گرتے بچا' وہ متوحش ہو کے اسے تکنے لگی۔ "گزرا ہوا کل..."

"ہاں... بچپن کی محبت... اور وہ بھی پہلی محبت... پہلی محبت انسان کبھی نہیں بھولتا... خاص طور پہ جب عرصے بعد وہ سامنے آئے... سنا ہے راکھ میں دبی چنگاریاں پھر سے بھڑک جاتی ہیں۔" اس کی باتیں سن کے ام ہانی کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی تھی۔

"تانیہ... تم... تمہیں کوئی غلط فہمی..." اس کا لہجہ اتنا پست تھا کہ وہ خود ہی چپ ہو کر رہ گئی۔

"میرے دماغ میں تو اس وقت سے خطرے کا سائرن بج رہا ہے ہانی... جب سے میں نے بلبلی کو دیکھا ہے۔"

"بلبلی..." ام ہانی نے تصدیق چاہی۔

"ہاں... ٹھیک ہے میری اور سعد کی منگنی ہے اور کچھ دن بعد ہماری شادی ہونے والی ہے لیکن وہ یہاں ہے... اگر دونوں کے درمیان پھر سے وہی پرانی والی..." بلبلی کے ذکر پہ جیسے ہانی کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہو گئی تھیں۔

"تم غلط سوچ رہی ہو تانیہ... ایسا کچھ بھی نہیں ہے... سعد کے دل میں کبھی بھی بلبلی کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔"

"سچ... آپ مجھے بہلانے کے لیے تو نہیں کہہ رہی؟" وہ اب بھی بے یقین تھی۔

"میں قسم کھا کے کہہ سکتی ہوں۔"

"پکا..."

"سو فیصد پکا۔"

"اف... شکر..." تانیہ نے ایک گہری طمانیت بخش سانس بھری۔

"بوجھ اتر گیا دل سے... آپ بہت اچھی ہیں ہانی... بہت اچھی..." اس نے دفور جذبات سے ہانی کے ہاتھ تھام لیے اور اس کے ہاتھوں کے لمس میں موجود حدت نے ام ہانی کے دل میں اس پیاری سی لڑکی کے لیے پیارا سا احساس جگا دیا۔

☼ ☼ ☼

عرصہ ہو گیا تھا۔ بڑے دادا سے گپ شپ لگائے۔ میں بڑا موڈ بنا کے ان کے کمرے کی جانب بڑھا... پتا تھا کہ لاڈ بھی ہوں گے... گلے شکوے بھی... اور پھر رج کے ڈانٹ بھی ملے گی۔ کسی نہ کسی بہانے ان کے دروازے کے پاس پہنچتے ہی مجھے مہ پارہ پھوپھو کی آواز سنائی دی۔ گلے شکوے... رنج اور دکھ میں ڈوبی آواز...

"دادا جی... آپ سالوں سے اس بستر پہ ہیں...

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

زندگی اور موت کے درمیان۔۔۔ نہ جیتے ہوئے۔۔۔ نہ مرتے ہوئے۔۔۔ میں بھی سالوں سے اس حال میں ہوں۔ آپ کی تکلیف کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں محسوس کر سکتا۔ کیا آپ نے کبھی میری تکلیف کو محسوس کیا۔ وہ تکلیف جو اپنی ہم جولیوں کو ان کے گھر میں اور شوہر اور بچوں کے ساتھ مگن دیکھ کے مجھے ہوتی ہے۔" وہ تکلیف جو اپنی اجاڑ زندگی اور سونی ہتھیلیوں کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ بتائیں داداجی۔۔۔"

مجھے حیرت سی ہوئی۔۔۔ بھلا پھوپھو کی کیسی بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے بڑے دادا۔۔۔ تجسس سے بے تاب ہو کے میں نے ذرا سا اندر جھانکا۔ مہ پارہ پھوپھو بڑے دادا کی پائینتی بیٹھی ان کے بڑے سے پلنگ کے پائے سے سر ٹیکے رو رہی تھیں اور بڑے دادا۔۔۔ وہ منہ کھولے سو رہے تھے۔ ان کے خراٹے بہت ہلکی آواز میں پھوپھو کی سسکیوں کے درمیان دب رہے تھے۔ مجھے مزید حیرت ہوئی۔۔۔ بڑے دادا کی نیند تو بڑی کچی تھی۔ پھر وہ ایسے بے خبر کیسے ہو سکتے ہیں اور پھر ذرا غور سے دیکھنے پہ یہ حیرت دور ہو گئی۔ ان کا آلہ سماعت ان کے سینے پہ دھرا تھا۔ اس وقت وہ کسی بھی آہٹ، کسی کھٹکے، کسی سرگوشی، کسی آہ، کسی سسکی کو سننے سے قاصر تھے۔

"بڑا ظلم کیا آپ نے داداجی۔۔۔ بڑا ظلم کیا۔۔۔ اکیلا کر دیا مجھے۔" وہ اب تک رو رہی تھیں۔ اب سمجھ آیا کہ شاید بڑے دادا کا آلہ سماعت بھی پھوپھو نے ہی نکال کے ایک طرف رکھ دیا تھا۔ میرا دل پھوپھو کے دکھ پہ بوجھل سا ہو گیا۔۔۔ اور اسی کیفیت میں میں صحن میں آ کے بیٹھ گیا۔ پتا بھی نہ چلا کب تانیہ میرے برابر آ کے بیٹھ گئی۔

"گم صم۔۔۔ اداس۔۔۔ چپ چاپ۔۔۔ کیا۔۔۔ منگنی نے ایک دن پہلے ایسی حالت ہوتی ہے۔" اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا میرے پاس۔ اس نے میرا چہرہ اپنی انگشت شہادت سے اپنی جانب کیا۔

"تم خوش نہیں ہو سعد؟" اس ہر دم ہنسنے مسکرانے والی پیاری لڑکی۔۔۔ جس کا دل اور جس کی فطرت ہی بے حد پیاری تھی۔ اسے اپنی وجہ سے تشویش کا شکار دیکھ کے مجھے ندامت سی ہوئی۔

"خوش ہوں۔" اس کی تسلی کے لیے میں نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"تو ظاہر کیوں نہیں کرتے؟ وہ کیا چیز ہے سعد جو تمہیں کھل کے خوش بھی نہیں ہونے دیتی۔"

"کسی کا دکھ۔۔۔"

"کس کا۔۔۔؟"

"اپنوں کا۔۔۔ میں کتنا انجان۔۔۔ کتنا غیر بنا رہا اپنے اپنوں سے۔۔۔ جب ان کے ساتھ تھا تو اپنی لاپروائی کی وجہ سے۔۔۔ یا شاید کم عمری کی وجہ سے دھیان نہیں تھا۔ اب احساس ہو رہا ہے کہ اس حویلی کے اندر کتنی سسکیاں گھٹ گھٹ کے مرجاتی ہوں گی۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو سعد؟"

اس گھر میں بہت کچھ بدلا ہے تانیہ۔۔۔ پرانی روایتیں، پرانی سوچ، سب کچھ، مگر صرف ہم مردوں کے لیے۔۔۔ اس حویلی کی عورتوں کے لیے کبھی کچھ نہیں بدلا۔۔۔ چاہے وہ معمولی ملازمہ سلمیٰ ہو یا پھر پھوپھو۔" تانیہ کا چہرہ بھی بجھ سا گیا۔ اس کا حساس دل اس دکھ کو اسی شدت سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ جیسے میں۔۔۔ نہ جانے یہ اس کی حساسیت تھی۔۔۔ یا اس کی مجھ سے محبت۔۔۔

"تمہیں اگر ان کے حالات پہ دکھ ہے سعد تو پھر تم ان کے حالات بدل بھی سکتے ہو۔" اس نے حوصلہ دلانا چاہا۔

"میں۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ تم۔۔۔ کیونکہ جس کے دل میں دوسرے کے لیے احساس ہو۔۔۔ وہی اس کے لیے کچھ کر سکتا ہے۔۔۔ کسی کی مدد کرنے کے لیے اپنا بااختیار ہونا اتنا ضروری نہیں ہے۔ جتنا دوسرے کے لیے ہمدردی محسوس کرنا۔۔۔ اور وہ تم کر رہے ہو۔" میں مسکرا دیا۔ وہ واقعی بہت پیاری تھی۔ باہر سے بھی۔۔۔ اندر سے بھی۔۔۔ جتنا میں اسے جان رہا تھا۔۔۔ اتنا خود سے نظر چراتا، پھر رہا تھا۔ اتنی پیاری۔۔۔ اور اتنی محبت کرنے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

والی لڑکی سے بھی شادی کا فیصلہ کیوں کر بیٹھا؟ صرف امی کو زچ کرنے کے لیے؟

صرف اس لیے... کہ اگر انہوں نے میری پسند جانتے ہوئے بھی میری جانب سے نظریں پھیرے رکھیں... میری چاہت کی پروا نہ کی... تو میں بھی بدلے کے طور پہ بلی کے بارے میں ان کی پسندیدگی کو چٹکی میں اڑا سکوں۔ انہوں نے صرف اپنی پسند کی بہو لانے کے لیے یہ سب کیا تھا... تو میں ان کا اپنی پسند کی بہو لانے کا خواب، محض خواب ہی بنا کے رکھ دوں... اس لیے اپنی زندگی کے ڈرامے میں، میں نے ثانیہ کا کردار زبردستی شامل کیا۔ کر تو بیٹھا تھا... مگر اب شرمندگی ہوتی تھی۔ جب جب بھی ثانیہ کی اجلی فطرت کی کوئی نہ کوئی جھلک میرے سامنے آتی تھی۔ اس کی خوشیاں مجھے وہمی سا کر رہی تھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی یہ خوشیاں میری وجہ سے چھن جائیں۔ یہ وہم ہو چلا تھا مجھے... اسی لیے جب امی کے بڑے چاؤ سے رکھی ڈھولک پہ اسے تالیاں پیٹ پیٹ کے خود اپنے سہاگ کے گیت گاتے دیکھا... تو میں وہاں سے اٹھ کے چھت پہ چلا گیا۔ حویلی میں شام بڑی حسین اترتی تھی۔ حد نظر تک آسمان کی لالی... اور پھر اس لالی میں نیلاہٹ گھلی تو میں نے جانا... ہلکے نیلے رنگ میں ملبوس وہ ام ہانی تھی جو چھت پر سے دھلے کپڑے سمیٹنے آئی تھی۔ میں نے رخ پھیر لیا۔ صرف اور صرف اپنی نظروں کو محصور ہونے سے بچانے کے لیے... جو آج بھی اس پہ پڑ کے واپس پلٹنا بھول جاتی تھیں... مگر میں نے اس بار کامیابی سے ان کو واپس پلٹنے پہ مجبور کیا... نیچے جھانکا تو قہقہہ نکل گیا۔ علی اور بلی... علی نے قہقہے کی آواز پہ ہڑبڑا کے اوپر دیکھا۔ بلی تو فوراً" ہاتھ چھڑا کے بھاگ گئی۔ علی غصے میں منہ پہ ہاتھ پھیرتا بڑبڑاتا جانے لگا۔

"کیا ہوا؟" مجھے ہنستا دیکھ کے ام ہانی نے پوچھا۔

"بھاگ گئے دونوں..."

"کون...؟" وہ قریب چلی آئی۔

"علی اور بلی... چھپ چھپ کے رومانس جھاڑ رہے تھے۔"

"واقعی..." اس کے لیے بھی یہ ایک انکشاف ہی تھا۔

"بڑے چھپے رستم نکلے یہ تو..."

"تمہاری شادی پہ سیٹنگ ہوئی تھی ان کی... علی بتا رہا تھا کہ تمہاری رخصتی کے اگلے روز وہ دونوں یہیں چھت پہ لڑ رہے تھے کسی بات پہ... کہ دور سے بانسری بجنے کی آواز آئی۔" نہ جانے کیوں میں یہ فضول سی کہانی گھڑ کے اسے سنانے لگا اور وہ بھی بڑی محو ہو کے سن رہی تھی۔

"اس بانسری کی لے میں پتا نہیں کیا تھا کہ دونوں کے دل خود بخود ایک دوسرے میں کھو گئے۔"

"جھلی بھی نا..." وہ سر جھٹک کے رہ گئی۔

"بھلا ایسے بھی کہیں ہوتا ہے۔"

"کیا پتا سچ ہو ہنی۔" میں اسے یقین دلانے پہ مصر تھا۔

"ہم کیا جانیں... ان دو دلوں پہ کیا گزری تھی... یہ تو وہ لمحے... وہ سر... وہ بانسری کی لے ہی بتا سکتی ہے کہ اس وقت ان پہ وہ..." ابھی میں اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ فضا میں پھر سے بانسری کی وہی آواز ابھری۔ میں چپ ہو گیا۔ بالکل چپ... میں کیوں چپ ہوا تھا... یہ میں جانتا تھا۔ وہ کیوں چپ تھی... یہ نہ وہ جانتی تھی، نہ میں... کتنی ہی دیر ہم دونوں چپ چاپ ایک دوسرے کو دیکھتے گئے۔ اس سکوت میں کچھ تھا... تو وہ بانسری کی آواز...

"یہ تو وہ بجاتا تھا... سلمٰی کا عاشق..." وہ ہلکا سا بڑبڑائی تو میں بھی جیسے ایک سحر کے عالم سے نکلا۔

"ہاں... مگر وہ دونوں تو اسی رات یہاں سے کہیں دور چلے گئے تھے... پھر یہ کون ہے؟" میرے سوال پہ وہ مسکرائی۔

"بستیاں بسی ہوں تو عاشق دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں۔"

"کیا عشق بھی دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے۔" میرے دوسرے سوال پہ وہ نہ مسکرا سکی، نہ کچھ کہہ سکی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

اسے پھر سے چپ لگ گئی۔ میں چند قدم آگے بڑھ کے اس کے قریب آیا۔

"علی ٹھیک کہتا تھا ہانی۔۔۔ یہ بانسری فضا میں گونجتی ہے تو دلوں میں رستے بنتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ چاہے دروازے بند ہوئے سالوں ہی کیوں نہ بیت چکے ہوں۔۔۔ رستہ بن ہی جاتا ہے۔" وہ جیسے ہوش میں آئی۔۔ اور پلٹ کے تیزی سے واپس جانے لگی۔ میں کتنی ہی دیر وہاں کھڑا رہا' بند دروازے میں سے بنتے رستے کا تماشا دیکھتا۔

☼ ☼ ☼

تقریباً" بھاگتے ہوئے وہ نیچے آئی تھی اور اسی طرح بھاگتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کس سے بھاگ رہی تھی۔ یہ وہ بھی جانتا تھا۔ جس سے وہ بھاگی تھی۔ اس لیے اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔

"کیا عشق بھی دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے۔" یہ سوال اس کے ذہن میں ڈنگ مار رہا تھا۔

"کیوں کی سعد نے ایسی بات۔۔۔ وہ بھی۔۔۔ وہ بھی اس موقع پہ۔۔۔" اور ابھی الجھنیں مزید باقی تھیں۔ نائلہ کمرے میں اسی کی منتظر تھیں۔ ان کے ہاتھ میں کچھ جوڑے تھے۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ہانی۔" وہ نائلہ کو پا کے ٹھٹکی۔۔۔ پھر اپنی گھبراہٹ کو اعتدال میں لانے کی کوشش کرنے لگی۔

"جی تائی امی۔۔۔ کہیے۔۔۔ کوئی کام تھا۔"

"سعد کی منگنی کی تقریب کے لیے میں نے تمہارے اور سالار کے لیے جوڑے بنوائے ہیں۔۔۔ یہ دکھانے تھے۔"

"اس کی کیا ضرورت تھی تائی امی۔" وہ جز بز سی ہو گئی۔

"تحفہ ضرورت سے نہیں۔۔۔ محبت سے دیا جاتا ہے ہانی۔" وہ مسکرائیں۔۔۔ پھر بھی کچھ تھا جو ام ہانی کو کھٹک رہا تھا۔ بہت بری طرح۔

"اور میں نے تمہاری سب ذمے داریاں ماں کی طرح نبھائی ہیں' تو یہ کیوں نہیں؟" ان کا لہجہ میٹھا تھا۔۔۔ از حد۔۔۔ مگر پھر کیوں ام ہانی کو ایسا لگ رہا تھا کہ ان کی شیریں بیانی کے پیچھے کچھ اور تھا۔ کچھ ایسا جو وہ ابھی کہہ نہیں پا رہیں۔۔۔ مگر کہیں گی ضرور۔۔۔

"تمہاری ماں ہوں تو سالار کی ساس بھی تو ہوں۔۔۔ تمہارے لیے کچھ لیتی تو اسے کیسے بھول جاتی۔۔۔ ویسے وہ اب تک آیا کیوں نہیں تقریب کے لیے۔" اتنا اچانک سوال تھا ان کا کہ وہ گڑبڑا گئی۔

"جی۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ تو۔۔۔"

"فون آیا اس کا۔۔۔"

ام ہانی نے انکار میں سر ہلایا۔

"تم نے کیا؟" اس سوال پہ وہ پھر سے نفی میں گردن ہلا کے رہ گئی۔

"کرنا چاہیے تھا۔" وہ سنجیدہ ہو گئیں۔۔۔ اور لہجہ نصیحت آمیز۔۔۔

"بلکہ تمہیں اسے ساتھ لے کر آنا چاہیے تھا۔۔۔ سعد تو ابھی بچہ ہے۔ ان نزاکتوں کو نہیں جانتا۔ تمہیں اکیلا ہی لے آیا۔۔۔ نہ جانے اس نے ڈھنگ سے سالار کو انوائیٹ بھی کیا یا نہیں؟ دیکھو۔۔۔ ابھی اور بھی مہمان آئیں گے۔ سب اس کے بارے میں سوال کریں گے۔ بیاہی بیٹی داماد کے ساتھ آئے تو اس کی بھی عزت بنتی ہے اور میکے والوں کا مان بھی۔۔۔" ام ہانی سر جھکا کے رہ گئی۔ اس کے پاس ان کی تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ نائلہ نے قریب آ کے محبت سے اس کے گال تھپتھپائے۔

"تمہاری ماں بن کے یہ باتیں میں ہی تمہیں سمجھاؤں گی کہ کیسے تمہیں میکے اور سسرال دونوں کا بھرم رکھنا ہے۔"

"جی۔۔۔" وہ کمزور آواز میں اتنا کہہ کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

دن کا آغاز ہی افراتفری اور ہنگامے سے ہوا تھا۔ کیوں نہ ہوتا۔ میری زندگی میں ہونے والا کون سا واقعہ تھا جو ہنگامہ پرور نہ تھا اور یہ تو میری منگنی تھی۔ تقریباً"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دور نزدیک کے سب ہی رشتے دار اتنے مختصر مدت میں دیے گئے دعوت نامے کے باوجود آگئے تھے۔ خوشی سے بے حال... مگر پہلے سے نہ بتانے کا شکوہ کرتے ہوئے اور ان سب شکووں کے ساتھ ساتھ بھرپور تیاریاں کرتے ہوئے۔

"ہاجرہ... میری ساڑھی استری کی...؟" یہ امی کی پکار تھی۔

"بھی وہ میری کر رہی ہے بھابھی...؟" پھوپھو کے کہنے پہ امی جھنجلا سی گئیں۔

"تو... تم بھی ساڑھی پہنو گی؟"

"کیوں... میں کیوں نہیں پہن سکتی۔" ان کے اعتراض کا جواب خالہ بتول نے اپنے انداز میں دیا۔

"ہمارے وقتوں میں تو صرف بیاہتا عورت پہنتی تھی ساڑھی۔"

"خالہ اب رہنے بھی دیں پرانے بوسیدہ اصول۔" پھوپھو کلس گئیں۔

"ہاں... ہاں... رہنے دیے... تب ہی تو کہا... کہ ہمارے وقتوں میں... تم پہنو... ساڑھی... گھاگھرا... کوٹ پتلون... دفع دور...؟" امی انہیں الجھتا چھوڑ کے اب کسی اور ملازمہ سے اپنی ساڑھی استری کروانے کا کہہ رہی تھیں۔

"نائلہ... اس سے کہہ کر میرا بادامی جوڑا بھی استری کروا دے۔" خالہ نے اب انہیں فرمائش داغی۔

باہر برآمدے کے ستون سے ٹیک لگائے کھڑا... ابابیلوں کی قطاریں گنتا میں نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سب آوازیں سنتا رہا تھا۔

"واؤ... کتنے پیارے گجرے بنائے ہیں آپ نے۔" اندر تانیہ کہہ رہی تھی... نہ جانے کس سے۔

"ہانی بیٹا... گجرے بن جائیں تو مہندی گھول دینا۔" امی کے کہنے پہ مجھے علم ہوا کہ گجرے ام ہانی کے بنے ہوئے تھے۔ جن کی تانیہ تعریف کر رہی تھی۔

"جی اچھا تائی امی...؟" اس کی مدھم آواز نے قطاریں گنتے ہوئے میرا دھیان ہٹا دیا۔ نہ جانے کتنی ہوئی تھیں... سات یا چھ...

"میں گھول دوں آنٹی۔" بلی نے بڑے شوق سے پوچھا تھا... مگر پھوپھو نے صاف صاف منع کر دیا۔

"نہیں... نہیں... تم رہنے دو... بلکہ کوئی بھی اور یہ زحمت نہ کرے... مہندی تو صرف ام ہانی لگائے گی... اس کے ہاتھ کی گھلی مہندی کا رنگ بہت گہرا آتا ہے۔"

"ارے واہ... آپ کی ایک اور کوالٹی کا پتا چل گیا... اب میں شادی پہ بھی آپ سے ہی مہندی لگواؤں گی۔"

"ضرور...؟" تانیہ کی فرمائش پہ اس نے فوراً حامی بھرلی تھی۔ مجھ سے اب رہا نہ گیا۔ میں اندر جانے لگا۔

"اور پرانی ہیروئنوں کی طرح اپنے ہاتھ پہ سعد کے نام کا پہلا حرف بھی لکھواؤں گی 'ایس'...؟" گجرے میں دھاگا پروتی ام ہانی کا ہاتھ رکا تھا اور میری نظر رکی تھی اس پہ... میں جانتا تھا... وہ کہاں کھو گئی ہے۔ اسی پل میں... جس پل میں نے اس دیوانگی کے عالم میں اس کے ہاتھ پہ مہندی سے اپنے نام کا پہلا حرف لکھا تھا۔ اسے تو شاید احساس بھی نہ ہوا تھا کہ اندر داخل ہوتے ہی کوئی ٹھٹک کر رک گیا ہے اور بے خودی سے اسے دیکھتا چلا جا رہا ہے۔

"ہانی...؟" تانیہ نے جھک کے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ چونک سی گئی۔

"ہوں...؟"

"کیا میں بہت حسین لگ رہی ہوں؟" تانیہ کے معصومیت سے پوچھنے پہ وہ مسکرا دی۔

"ہاں... بہت...؟"

"تب ہی سعد کی نظر مجھ سے ہٹ نہیں رہی۔" وہ اترائی۔

"دیکھیں نا... بت بن کے مجھے تکتا جا رہا ہے۔" ہانی نے سامنے دیکھا اور وہ جان گئی... یہ بت کسے تک رہا ہے۔ گھبرا کے وہ سوئی' دھاگا' پھول' گجرے سب چھوڑ کے وہاں سے چل دی۔

"ہانی... کیا ہوا؟" تانیہ نے حیران ہو کے اسے پکارا' مگر وہ جا چکی تھی۔ وہ چلی گئی... تو میں یہاں رک

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے کیا کرتا۔۔۔ میرے قدم بھی اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگے۔

"سعد۔۔۔" تانیہ نے اب مجھے پکارا۔۔۔ اور یقیناً" میرے نہ رکنے پہ وہ ناراض ہوئی ہوگی۔۔۔ تب ہی کچھ ہی دیر بعد میرے پیچھے وہاں چلی آئی۔ میں دراز میں عرصے سے چھپا کے رکھا ام ہانی اور سالار کی شادی کا وہ کارڈ نکال کے دیکھ رہا تھا جس پہ میں نے سالار کا نام کاٹ کر اپنا لکھنے کے بعد سوچا تھا۔۔۔ شاید میں نے تقدیر کا لکھا ہی بدل دیا ہے۔ تانیہ کے آنے کے بعد میں نے کارڈ وہیں چھپا کے پھر سے دراز مقفل کردیا۔

"کیوں عین منگنی والے دن چھاپہ پڑوانا ہے تم نے؟" میرے ہلکے پھلکے انداز پہ وہ بھی بدستور خفگی سے مجھے گھورتی وہیں کھڑی رہی۔

"اب کیا ہوا؟"

"تم مجھ سے بھاگ رہے ہو؟ چھپ رہے ہو مجھ سے؟"

"نہ۔۔۔ بالکل بھی نہیں۔" وہ سچ اندازہ لگا بیٹھی تھی، مگر میں مکر گیا۔

"ویسے بھی۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ جتنا بھی بھاگو۔۔۔ کتنا بھی دور جاؤ۔۔۔ کہیں بھی چھپ جاؤ۔۔۔ اگر کسی کی جڑیں دل کے اندر تک اتری ہوں تو واقعی۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں۔" چھپاتے چھپاتے۔۔۔ پردے ڈالتے ڈالتے بھی میں کچھ سچ کہہ ہی گیا۔

"تم بدلے بدلے لگ رہے ہو سعد؟ یا۔۔۔ یا یہ میرا وہم ہے؟"

"وہم ہی ہوگا۔" میں نے ٹالنا چاہا۔

"جیسے مجھے بھی وہم ہوا تھا۔۔۔ کہ سب بدل گیا ہے۔۔۔ سب کچھ۔۔۔ مگر اب احساس ہوا کہ کچھ نہیں بدلا۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا ہی ہے۔" وہ مطمئن ہو کر مسکرائی۔ حالانکہ میں نے اس کو اطمینان دلانے والی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اگر وہ جان جاتی کہ میری اس بات کا مفہوم کیا ہے تو شاید اس کا اطمینان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہوجاتا۔۔۔ مگر وہ مسکرا رہی تھی۔

"شکر۔۔۔ میں ایسے ہی گھبرا گئی تھی۔ حالانکہ ہانی نے بھی مجھے یہی کہا تھا۔"

"کیا کہا تھا اس نے؟ یہی کہ۔۔۔ تم صرف میرے ہو اور میں ہی تمہارا آج ہوں اور میں ہی تمہارا آنے والا کل۔۔۔" میں مسکرادیا۔۔۔ عجیب کرب سے۔۔۔

"اور یہ نہیں بتایا ہنی نے کہ میرا گزرا ہوا کل کون سا تھا۔"

"اوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ صرف اتنا کہا کہ جو گزر گیا وہ دوبارہ نہیں آتا۔۔۔ اور سعد کو تو یوں بھی رکنے یا پیچھے مڑ کے دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔ یہ سچ ہے نا سعد؟" میں خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا گیا۔ میری خاموشی پہ وہ گھبرا گئی۔

"بتاؤ نا۔۔۔ ہانی سچ کہہ رہی ہے؟ تم میرے ہی ہو؟" وہ اتنی آس اور امید سے مجھے دیکھ رہی تھی کہ میرا دل موم ہوگیا۔

"تم بہت اچھی ہو تانیہ۔۔۔" میں نے ہولے سے اس کی ناک دبائی۔

"اتنی اچھی کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہونی چاہیے تھی۔"

"کیوں؟ کیا محبت اتنی بری چیز ہے؟"

"ہاں۔۔۔ صرف بری ہی نہیں۔۔۔ کمینی اور ڈھیٹ بھی۔۔۔ کتنا بھی خود سے الگ کرو۔۔۔ جدائی کی مار مارو۔۔۔ یہ ڈھیٹ وہیں کھڑی رہتی ہے۔ ٹلتی نہیں ہے۔۔۔ اس لیے کہتا ہوں۔۔۔ کبھی نہ کرنا محبت۔۔۔ مجھ سے بھی نہیں۔"

"مگر۔۔۔ اب تو کر بیٹھی۔" وہ بے چارگی سے بولی۔

"یوں کہو۔۔۔ اب تو مر بیٹھی۔"

☆ ☆ ☆

منگنی کی رسم ادا ہو رہی تھی۔ میرے دل پہ ایک بوجھ تھا۔ قدموں میں بیڑیاں۔۔۔ مگر ان من من بھر بھاری بیڑیوں کے ساتھ بھی مجھے قدم تو اٹھانے ہی تھے۔ اس راستے پہ تھا۔۔۔ جس پہ میں خود تانیہ کا ہاتھ تھام کے یہاں تک لایا تھا۔ اسے بیچ راستے پہ چھوڑ کے کیسے پلٹ جاتا اور پلٹتا بھی تو کیوں؟ کس کے لیے؟ اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے لیے؟ جو نہ کل میری تھی، نہ آج ہے۔ اس کے حقوق تو عرصہ پہلے کسی اور کے نام ہو چکے اور میں نے اپنی یہ پسپائی جب کھلے دل سے نہ صرف تسلیم کی تھی بلکہ حوصلہ کر کے اسے خود کسی اور کے ساتھ رخصت بھی کیا تھا۔

وعدہ بھی کیا تھا اس سے کہ میں پلٹ کے نہ دیکھوں گا۔ یہ خیال تک نکال دوں گا اس سے۔۔۔ پھر کیوں؟ کس لیے؟ کس کی خاطر۔۔۔ سب بے سود ہے۔۔۔ بے کار۔۔۔ میں نے خود کو ڈانٹا۔۔۔ ڈپٹا۔۔۔

اور تانیہ کی انگلی میں مبارک سلامت اور تالیوں کے شور میں انگوٹھی پہنا دی۔ سامنے نظر اٹھائی تو سب کے خوشی سے دمکتے چہرے تھے۔ بس ایک اس چہرے پہ ہلکی سی زرد پرچھائیں تھی۔ مجھے وہم۔۔۔ نہیں۔۔۔ خوش فہمی سی ہوئی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے دور ہو گئی۔۔۔ سب کے درمیان کھڑی ام ہانی اپنے ہاتھ میں دبے فون کو دیکھ رہی تھی۔ جس پہ آتی کسی فون کال نے اس کے چہرے کی رنگینی پل بھر میں نوچ ڈالی تھی۔ پھر وہ نامحسوس طریقے سے سب کے درمیان سے نکل کے جانے لگی۔ اب تانیہ مجھے انگوٹھی پہنا رہی تھی۔ کسی کا دھیان اس کے جانے پہ نہ تھا اور میرا دھیان۔۔۔ وہ تو وہ ساتھ لے گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

کمرے تک آتے آتے ام ہانی نے سالار کی کال لے لی۔

"ہیلو۔۔۔"

"فرصت مل گئی؟" سالار کا لہجہ زہر بھرا تھا۔

"جی۔۔۔ وہ وہاں شور بہت تھا' اس لیے کال ریسیو نہیں کی۔ اندر آتے ہی میں نے فوراً"۔۔۔

"میں بہت دیر سے فون کر رہا تھا ام ہانی۔۔۔" وہ دھاڑا۔

"جی۔۔۔ میں بھی کل سے آپ کو بار بار فون کر رہی ہوں۔۔۔ آپ نے اٹھایا ہی نہیں۔"

"بہت خوب۔۔۔ تو تمہاری اتنی ہمت کہ اب تم مجھ سے بدلے لو گی۔" سالار الٹا پڑ گیا تو اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا سالار۔۔۔ یہ تو محض اتفاق تھا کہ اس وقت میں فون نہیں اٹھا سکی۔۔۔ بتایا تو ہے آپ کو۔۔۔ وہاں شور بہت تھا۔"

"کچھ زیادہ لبے جواب نہیں دینے لگی تم؟ کتنی مشکل سے میں نے تمہیں صرف ہاں میں جواب دینا سکھایا تھا۔" سالار کی بات پہ ام ہانی نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا مگر کچھ کہے بغیر لب سی لیے۔

"جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔ واپس آؤ۔"

"جی۔۔۔" اس نے مرے مرے لہجے میں کہا۔

"میں صبح ہوتے ہی نکل آؤں گی۔"

"صبح کس نے دیکھی ہے۔" وہ پھر سے دھاڑا۔

"صبح تک کا انتظار نہیں کر سکتا میں۔۔۔ میں نے کہا۔ جتنی جلدی ہو سکے۔" وہ حواس باختہ ہو گئی۔

"ایسے کیسے اچانک نکل آؤں سالار۔۔۔ سب لوگ پوچھیں گے۔ ویسے بھی پہلے ہی آپ کے نہ ہونے پہ سوال کر رہے ہیں۔"

"میں نے کہا۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔" وہ یقیناً "نشے" میں تھا۔۔۔ تب ہی ایک ہی بات پہ اڑا ہوا تھا۔

"منگنی ہو گئی؟"

"جی۔۔۔ ابھی ہوئی ہے رسم۔۔۔"

"تو بس پھر۔۔۔ رکنے کا کیا جواز ہے؟ میں نے تمہیں منگنی میں شرکت کی اجازت دی تھی۔ اس سے زیادہ کی نہیں۔۔۔ تمہیں اب تک گھر پہ ہونا چاہیے تھا۔"

"مگر سالار۔۔۔ اس وقت۔۔۔"

"ابھی وقت ہے ام ہانی۔۔۔ آجاؤ۔۔۔ دیر کی۔۔۔ تو نتائج کا ذمے دار میں نہیں ہوں گا۔" اس نے غصے میں فون پٹخ دیا تھا اور ام ہانی جیسے ہوا میں معلق ہو کے رہ گئی۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)

☼ ☼

For Next Episode
StayTuned To
Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY